عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
کرسمس ڈے اور ہمارا معاشرہ
جلد: ۴۰
۱۹ تا ۲۷ جمادی الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۴۸
KASHMIR
SINDH
PUNJAB
BALOCHISTAN
پاکستان کو قبرستان بننے سے بچائیں!
عورت
ثقافتی جنگ میں مغرب کا ہتھیار
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

زکوٰۃ کی رقم سے بھائی کی امداد

س:...... میرے بھائی کی اپنی دکان اور مکان ہے، مگر اس کا سارا کاروبار تباہ ہوچکا ہے اور اب دکان بالکل خالی ہوگئی ہے اور بیس لاکھ روپے کا مقروض بھی ہوگیا ہے، کیا میں اپنے بھائی کی زکوٰۃ کی مد میں مدد کرسکتا ہوں؟ یعنی اس کا سارا قرض زکوٰۃ کی رقم سے ادا کردوں اور پھر مزید دس لاکھ سے اس کا کاروبار شروع کرادوں؟ کیا ایسا کرنا میرے لئے جائز ہے اور زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

ج:...... آپ اس کو زکوٰۃ کی مد میں سے کاروبار کے لئے رقم دے دیں تاکہ وہ کاروبار شروع کرلے۔ اس طرح آپ کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی اور اس کا کاروبار شروع ہوجائے گا۔ اس کے بعد چونکہ وہ بیس لاکھ روپے کا مقروض بھی ہے تو آپ زکوٰۃ کی مد میں سے اس کا قرض بھی ادا کرسکتے ہیں، اگر آپ پہلے سارا قرض ادا کردیں گے پھر مزید کاروبار کے لئے رقم دیں گے تو ایسی صورت میں وہ رقم لینے سے خود بھی صاحبِ نصاب بن جائے گا اور کسی کو اتنی زکوٰۃ دینا کہ وہ خود صاحبِ نصاب ہوجائے مکروہ ہے، زکوٰۃ بہرحال ادا ہوجائے گی۔

نکاح پر نکاح کرنا

س:...... ایک لڑکی کا نکاح اس کی ماں اور دو بہنوں کی موجودگی میں اس کے والد نے خود ایک آدمی سے پڑھایا اور وہ آدمی بغیر رخصتی کے سعودی عرب چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے تمام رابطے ختم کرلئے، تقریباً ڈیڑھ سال بعد اس لڑکی کے والد نے اس کی شادی دوسری جگہ کردی، اب اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔ کیا لڑکی کا یہ دوسرا نکاح جائز تھا؟ اگر جائز نہیں تھا تو اب بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوگا؟

ج:...... لڑکی کا پہلا نکاح جو والد نے خود پڑھایا اس کی دو بہنوں کی موجودگی میں وہ درست تھا، اس لئے وہ نکاح ہوگیا تھا، پہلے شوہر کے رابطہ ختم کرلینے سے نکاح ختم نہیں ہوا، یہ لڑکی ابھی تک پہلے شوہر کے نکاح میں ہے۔ شوہر سے طلاق یا خلع لئے بغیر اس کا دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں تھا، اس لئے دوسرا نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔ دوسرے شوہر سے فوراً علیحدہ ہوجائیں اور وہ خود بھی اپنی زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا اور اس سارے معاملہ پر سب لوگ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں کہ ایک حرام اور گناہ کے کام میں سب لوگ شامل ہوئے۔ بچہ کا نسب اس کے باپ سے ہی ثابت ہوگا، لہٰذا اگر یہ لڑکی دوسرے شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو پہلے شوہر سے طلاق یا خلع حاصل کرے پھر اس کی عدت پوری کرے، عدت پوری ہونے کے بعد یہ دوسرے شوہر سے دوبارہ نکاح کرلے، اس کے علاوہ کوئی صورت ممکن نہیں۔

بغیر وضو کے درود شریف پڑھنا

س:...... کیا ناپاکی میں بغیر وضو کئے مرد یا عورت درود شریف پڑھ سکتے ہیں؟

ج:...... عورتیں ماہواری کے ایام میں درود شریف پڑھ سکتی ہیں، اسی طرح مرد یا عورت بے وضو بھی درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے کے لئے پاکی شرط نہیں، افضل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کراچی

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ — ۱۹ تا ۲۷ ؍ جمادی الاول ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ ؍ دسمبر ۲۰۲۱ء — شمارہ: ۴۸

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پاکستان کو ''قرضستان'' بننے سے بچائیں!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
کرسمس ڈے اور ہمارا معاشرہ	۱۰	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری	۱۳	مولانا محمد جنید رانچوی
عورت... ثقافتی جنگ میں مغرب کا ہتھیار	۱۵	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
اسلامی معاشرہ میں بچوں کا مقام	۱۷	مولانا عبدالمتین، لیاری
خانقاہ سراجیہ میں ایک روز (۳)	۱۹	مولانا محمد اشفاق یونس
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان کو ''قرضستان'' بننے سے بچائیں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس کے لئے مسلمانوں نے جان، مال، عزت وآبرو اور گھربار کا نذرانہ پیش کیا۔ اسلام کے نام پر لاکھوں جانیں اور ہزاروں عزتیں ضائع ہوئیں، بچے یتیم ہوئے، سہاگ لٹے اور کروڑوں کی املاک تباہ ہوئیں، مگر اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں اسلام نہیں آسکا۔ مسلمانوں نے نہایت خلوص واخلاص سے پاکستان میں نفاذِ اسلام کی متعدد بار کوششیں کیں، مگر لاحاصل۔ پاکستان سے لادین طبقہ کی بالادستی ختم کرنے، یہودی، عیسائی اور قادیانی مہروں کو ہٹانے کے لئے تحریکیں چلائی گئیں، جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا، مگر ''زمین جنبد نہ جنبد گل محمد'' کے مصداق آج تک پرنالہ وہیں کا وہیں ہے، یہاں جتنے بھی حکمران آئے، انہوں نے حصولِ اقتدار کے لئے نفاذِ اسلام اور عوام کی فلاح وبہبود کے نعرے ضرور لگائے، مگر اقتدار ملنے کے بعد سب سے پہلے انہوں نے مظلوم اسلام اور مظلوم عوام پر ہی تیشہ زنی کی مشقِ ناز فرمائی۔

ہمارے حکمرانوں کے نزدیک جو بات مغرب سے آئے چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس پر عمل کرنا اپنے لئے سعادت اور باعثِ فخر وابتہاج سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری کامیابیوں اور کامرانیوں کے لئے اسلام جیسی دولت ہمیں عطا فرمائی، جس میں زندگی کے تمام مراحل اور تمام معاملات کا حل موجود ہے۔

قرآن کریم نے اقتصاد اور معیشت کی کامیابی کے لئے سود کو حرام قرار دیا ہے، اس کی حرمت نصِ قطعی سے ثابت ہے، قرآن کریم، سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہائے امت کی واضح نصوص اس پر شاہد ہیں۔ سود، سودی نظام اور سود خوروں کے نتائج وعواقب کو قرآن کریم میں جس تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اس کے لئے درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

''اَلَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٥ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ٥ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ

اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِکُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُون۔‘‘ (البقرہ:۲۷۵-۲۷۹)

ترجمہ:’’جولوگ کھاتے ہیں سود وہ نہیں اُٹھیں گے قیامت کومگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں شیطان کے چھونے کی وجہ سے۔انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو، اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گناہ گار سے۔ جولوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ، ان کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر۔‘‘

ان آیات میں سود کی حرمت، قباحت، نجاست اور شناعت کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور یہ بتلایا گیا ہے کہ جو شخص سود جیسی لعنت کو نہیں چھوڑتا، اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کھلا اعلانِ جنگ ہے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے ظاہری طور پر انگریز سے آزادی حاصل کر لی، لیکن ملکی نظم ونسق چلانے کے لئے آج تک ہمارے پاس وہی قوانین ہیں جو انگریز اپنی یادگار کے طور پر چھوڑ کر گیا ہے۔ ہم نے بظاہر ۱۹۷۳ء میں مکمل آئین اور دستور بنالیا، لیکن اس میں بھی ہمارے اشرافیہ طبقہ کا رجحان اور میلان ہمیشہ انگریزی قوانین کی طرف رہا ہے۔

ان قوانین میں سے ایک قانون سود کا ہے، حالانکہ یہود ونصاریٰ کے نزدیک بھی سود لینا دینا حرام ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ سود معاشی نظام کے لئے نہایت مہلک اور تباہ کن ہے، لیکن ہمارے اربابِ اقتدار انہی کی تقلید میں اتنا آگے جا چکے ہیں کہ انہی کی آنکھ سے دیکھتے اور ان کے دماغ سے سوچتے ہیں، وہ جو کچھ کہتے ہیں، یہ اس پر فوراً سرِتسلیم خم کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی دیکھا دیکھی ہر جائز وناجائز کو اپنے لئے فوز وفلاح اور کلیدِ سعادت سمجھتے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے سود اور اس کی تباہ کاریوں کی نشان دہی کرتے ہوئے سفارشات مرتب کیں تو انہیں خاطر میں نہیں لایا گیا۔ ۱۹۹۱ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کو غیر اسلامی قرار دیا اور اپنے فیصلے میں لکھا کہ سودی نظام کو فوری ختم کیا جائے، اس لئے کہ یہ غیر اسلامی، ناجائز اور حرام ہے اور اللہ تعالیٰ سے کھلی بغاوت اور اعلانِ جنگ ہے، لیکن اس وقت کے وزیراعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب اور پاکستانی بینکوں نے اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور یہ کوشش کی کہ وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ تبدیل کیا جائے۔ نواز شریف کو اس کی سزا ملی کہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اقتدار سے محروم کر دیئے گئے، اس کے بعد سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ ۸/ مارچ ۲۰۰۱ء تک بلاسودی اقتصادی نظام متعارف کرایا جائے، اس کے بعد پرویز مشرف نے اپنی مرضی کے جج مقرر کر کے اس فیصلہ کو بھی رکوا دیا اور آج تک سود کے متعلق فیصلہ عدالتوں کی فائلوں میں کہیں دبا ہوا ہے۔

قیامِ پاکستان سے اب تک ہر دور میں علماء کرام اور دینی جماعتوں نے سود جیسی لعنت کو پاکستانی معیشت واقتصاد سے ختم کرنے کا مطالبہ ہر حکومت اور عدلیہ سے کیا اور اب بھی عدالتوں میں ایسی کئی درخواستیں زیرِ سماعت ہیں۔ مگر یہ ایک المیہ اور حقیقت ہے کہ پاکستان میں انسدادِ سود کی کاوشوں

میں سب سے بڑی رکاوٹ حکومتی کرداراوراس کی دوغلی پالیسی رہی ہے۔پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے تقریباً ۷۴سال اور۱۹۷۳ء کا آئین بننے سے اب تک تقریباً پچاس سال ہونے کو ہیں،مگراسلامی جمہوریہ پاکستان میں سودی معاملات جوں کے توں چلے آرہے ہیں۔پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۸الف کے مطابق سود کا عملی طور پر خاتمہ حکومت کی ذمہ داری میں شامل ہے،مگر جب بھی سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے سود کو غیر قانونی اوراسلامی احکامات کے منافی قرار دیتے ہوئے حکومت کواس کے خاتمہ کا حکم دیا،حکومت نے ہر باراس فیصلہ کی خلاف ورزی کی،بلکہ عمل درآمد تو کیا کرتی،خود ہی اس فیصلے کے خلاف مدعی بن گئی اور بہانہ بہانہ سے اس معاملہ کو ٹالتی رہی،حتیٰ کہ مئی ۲۰۰۲ء میں ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان نے اس حکومتی موقف کا اظہار کیا کہ:’’اب حکومت ایسے علماء کی آراء سے استفادہ کرے گی جو بینک انٹرسٹ (InterestBank) کو’’رِبا‘‘نہیں سمجھتے۔‘‘ حکومتی ترجمان کے اس فرمان سے حکومت کی فاسدنیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔علماء کرام اور دینی جماعتیں اس معاملہ میں جتنا کردارادا کرسکتی تھیں، انہوں نے ہر دور میں کیا بھی ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ کرتی رہیں گی،مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت بھی اسلام اور ملک کے ساتھ مخلص ہوکر آئین کے مطابق شریعت اپیلٹ بنچ کے فاصلہ کو نافذ کرے۔اس ملک اوراس کی عوام کو سود جیسی لعنت اوراس کے نقصانات سے بچانے کی فکر کرے اور اللہ اوراس کے رسول کے خلاف بغاوت اور جنگ کو بند کرے۔

۲۵/ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق یکم دسمبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ چیف جسٹس نورمحمد مسکانزئی کی سربراہی میں وفاقی شرعی عدالت کے تین رکنی بنچ نے سود کے خاتمہ کے لئے دائر درخواستوں پر سماعت کی۔عدالتی معاون انور منصور نے کہا کہ آئین کے مطابق ریاست دس سال میں ہر طرح کے استحصال کے خاتمے کی پابند تھی،سود بھی استحصال کی ہی ایک قسم ہے۔عدالتی معاون نے کہا کہ ربا کا خاتمہ ضروری ہوگیا ہے۔سپریم کورٹ بھی قرار دے چکی ہے کہ تمام قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے،قرآن وسنت سے متصادم کوئی بھی قانون سازی نہیں ہوسکتی۔خبر میں ہے کہ:مشیرِ خزانہ نے اعتراف کیا کہ سودی نظام سے امیر اور غریب کا فرق بڑھ گیا ہے۔مشیرِ خزانہ نے کہا کہ:’’سود ادا کرنے کے لئے مزید قرض لینا ہوگا۔سودی نظام کی وجہ سے معیشت ترقی نہیں کررہی۔‘‘آج اسی کا شاخسانہ ہے کہ ۱۹۵۷ء میں پہلا قرض ۳۷ کروڑ ڈالر لیا گیا اور آج اس قرض کا حجم بڑھ کر پچاس اعشاریہ ۵ کھرب ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔

اخلاقی اعتبار سے اگر سود کے نقصانات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سود کی تباہ کاریوں سے سود لینے والے،سود دینے والے اور جس معاشرہ میں سودی کاروبار کا چلن ہوتا ہے سبھی متاثر ہوتے ہیں اور کوئی بھی اس کے اخلاقی نقصانات سے نہیں بچ سکتا،چنانچہ اس کی وجہ سے سود لینے والوں کے اندر سے اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی،محبت،ایثار اور دوسرے انسانوں کا اللہ کی رضا کے لئے تعاون کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے۔سودخوروں کو اس سے سودی قرض لینے والے غریبوں کے دکھ درد،مجبوریوں اور پریشانیوں کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔اسی طرح سودی قرض لینے والوں کے دل بھی اس کی نحوست سے ایمان داری،سچائی،وفاداری اوراحسان شناسی کے اوصافِ حمیدہ سے خالی ہوجاتے ہیں اوران کے اندر بے ایمانی،کذب بیانی،بے وفائی اوراحسان فراموشی جیسے اوصافِ خبیثہ پیدا ہوجاتے ہیں۔

یہ سودی قرضوں کا اثر ہے کہ مسلم حکمران اپنے آقاؤں کے حکم پر دینی تحریکوں کو کچلتے،دینی واخلاقی لٹریچر پر پابندی لگاتے اور فحش لٹریچر کی اشاعت کرتے اوراجازت دیتے ہیں اور طلبہ وعلماء کرام سمیت دینی طبقہ کی شہادتیں ہوتی ہیں۔یہ اسی سود کا ہی نتیجہ ہے کہ دینی اداروں اور مساجد ومدارس بنانے پر پابندیاں اور ہندوؤں کے مندر اور سکھوں کے گردوارے قومی سرمائے سے بنائے جاتے ہیں۔دینی مدارس پر پابندیاں،لیکن یہود ونصاریٰ کی

خواہشوں اور سازشوں کے مطابق سرکاری قومی نصاب میں آئے روز تبدیلیاں کی جارہی ہیں۔ان میں مخلوط تعلیم ،اسکول کے طلبہ وطالبات کے لئے جنسی تعلیم کولازم قرار دیا جارہا ہے،جس سے اخلاق وحیا اور عفت وپاکدامنی کا جنازہ نکل رہا ہے۔

میڈیا اور اخبارات کے حوالہ سے یہ رپورٹ آئی ہے کہ پاکستان پر واجب الادا قرض بمع سود پچاس اعشاریہ پانچ کھرب ڈالر سے متجاوز ہو چکا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس طرح ہر پاکستانی دولاکھ پینتیس ہزار روپے کا مقروض ہے۔گزشتہ حکومتوں نے جو قرض دس سالوں میں لیا تھا،موجودہ حکومت نے اتنا قرض صرف تین سالوں میں لیا ہے۔حکومت ماضی کی ہو یا حال اور مستقبل کی،جب بھی کوئی حکومت قرض لیتی ہے،اس کے قرض اور اس پر لگنے والے سود دونوں کا بوجھ عوام پر ہی پڑتا ہے اور عوام بجلی،گیس، پٹرول اور دوسرے ٹیکسیز کے علاوہ مختلف روزمرہ کی اشیاء ضروریہ کی قیمتوں کی صورت میں اسے بھگتتی اور ادا کرتی ہے۔

پاکستان پر آج جتنا قرض چڑھ چکا ہے،اس میں اصل قرض سے کہیں زیادہ وہ سود ہے جو اس دیئے گئے قرض پر سال بہ سال بڑھ رہا ہے، بلکہ آج تو نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ اس سودی قسط کو ادا کرنے کے لئے مزید سود پر قرض لیا جاتا ہے اور قرض دینے والے ادارے اپنی من مانی شرائط لگاتے ہیں، جیسے حالیہ اقتصادی بحران میں ہماری گورنمنٹ آئی ایم ایف کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ان کی من مانی شرائط پر قرض لینے پر مجبور نظر آتی ہے۔آئی ایم ایف کا آرڈر آتا ہے،ادھر بجلی کا نرخ بڑھا دیا جاتا ہے،کبھی گیس مہنگی کر دی جاتی ہے،کبھی پٹرول کی قیمت کو پر لگ جاتے ہیں،کبھی دوسرے ٹیکسوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔عوام ہے کہ اسے دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔یہ سب نحوست ہے اس سود کی جس کو قرآن کریم ساڑھے چودہ سو سال پہلے حرام قرار دے چکا ہے اور بتا چکا ہے کہ:’’اَحَلَّ اللّٰہُ البَیعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا‘‘...’’حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو۔‘‘اور کہہ چکا ہے کہ:’’یَمحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُربِی الصَّدَقٰتِ‘‘...’’مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔‘‘

سود ہمیشہ اجتماعی معیشت میں دولت کے بہاؤ کو ناداروں سے مال داروں کی طرف پھیر دیتا ہے، حالانکہ اجتماعی فلاح کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مال داروں سے ناداروں کی طرف جاری ہو۔ظاہر ہے کہ کوئی تاجر، زمین دار اور صنعت کار اپنی گرہ سے سود ادا نہیں کرتا، جو اسے سرمایہ دار کو دینا ہوتا ہے، وہ سب اس بار کو اپنے مال کی قیمتوں میں ڈالتے ہیں اور اس طرح عام لوگوں سے پیسہ پیسہ چندہ اکٹھا کر کے لکھ پتیوں اور کروڑ پتیوں کی جھولی میں پھینکتے رہتے ہیں۔

دیکھئے! جو مسلمان اپنے دینِ اسلام کی بات نہیں مانتے، قرآن وسنت کے احکامات پر عمل نہیں کرتے اور ہر معاملہ میں یہود ونصاریٰ سمیت کفار کی تقلید کرنے کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی فہمائش اور عبرت کی غرض سے یہودیوں کے بارے میں فرمایا ہے، ان یہودیوں نے جن کے اوپر ان کی شریعت میں سود کو حرام قرار دیا گیا تھا اور اس کی مخالفت کی پاداش میں انہیں بہت سی پاکیزہ اور عمدہ چیزوں اور نعمتوں سے محروم کر دیا گیا، جیسا کہ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

’’فَبِظُلمٍ مِّنَ الَّذِینَ ھَادُوا حَرَّمنَا عَلَیھِم طَیِّبٰتٍ اُحِلَّت لَھُم وَبِصَدِّھِم عَن سَبِیلِ اللّٰہِ کَثِیرًا وَّاَخذِھِمُ الرِّبٰوا وَقَد نُھُوا عَنہُ وَاَکلِھِم اَموَالَ النَّاسِ بِالبَاطِلِ۔‘‘ (النساء:۱۲۰-۱۲۱)

ترجمہ:’’سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو اُن پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت، اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق۔‘‘

انہی یہودیوں نے دنیا کے اقتصاد اور حکمرانوں کو اپنے کنٹرول میں کرنے، پوری دنیا پر اپنا دبدبہ و غلبہ قائم کرنے اور جب چاہیں دوسرے ممالک اور خاص طور سے جن سے ان کی عداوت اور دشمنی ہو، کے اقتصاد کو تہ و بالا کرنے کے لئے یہ سودی نظام رائج کیا اور دنیا پر اس کو اس طرح مسلط کیا کہ لوگوں کے لئے اس سے نجات اور بلا سود لئے کوئی بڑا کاروبار کرنا مشکل ہو گیا ہے، یہودی پروٹوکولز میں ہے:

’’ہماری انتظامیہ کو ماہرینِ معیشت کی بہت بڑی تعداد کی خدمات میسر ہوں گی، یا یہ کہہ لیجئے کہ وہ ماہرینِ اقتصادیات سے گھری ہوئی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ یہودیوں کو دی جانے والی تعلیم میں اقتصادی سائنس کو ایک اہم مضمون کی حیثیت حاصل ہے، ہمارے چاروں طرف بنکاروں، صنعت کاروں، سرمایہ کاروں اور کروڑ پتیوں کا ایک مجمع ہوگا، ہمیں ان کی خدمات بہت سے کاموں کے لئے درکار ہوں گی، کیونکہ ہم ہر مسئلے کا فیصلہ اعداد و شمار کی روشنی میں کرتے ہیں۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب ہماری مملکتوں کے کلیدی عہدوں پر ہمارے یہودی بھائی تعینات ہوں گے، ان کی تقرریوں میں نہ کوئی رکاوٹ ہوگی اور نہ کوئی خطرہ ہوگا، لیکن وہ وقت آنے تک ہم معاملات کی باگ ڈور ایسے لوگوں کو دیں گے جن کا ماضی اور حال یہ ثابت کر سکے کہ ان کے اور عوام کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ ہماری ہدایات کی خلاف ورزی کرنے پر انہیں سخت الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا، یا پھر شرم و ندامت کی وجہ سے خودکشی کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اس طریقہ کار سے دوسرے لوگوں کو نافرمانی کرنے والوں کے انجام سے سبق ملا کرے گا اور وہ آخری وقت تک ہمارے مفاد کے لئے کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔‘‘ (یہودی پروٹوکولز، ص:۱۳۳)

سودی نظام کی بنا پر پوری قوم کو ناکارہ، بے غیرت اور بے دین بنایا جارہا ہے۔ شنید ہے کہ آئی ایم ایف نے ایک ارب ڈالر قرض کے بدلہ میں اب یہ شرط رکھ دی ہے کہ ’’پاکستان اسٹیٹ بینک‘‘ کا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں دیا جائے اور ہم سے پاکستان کا کوئی ادارہ مقنّنہ ہو یا عدلیہ کوئی باز پرس نہیں کرسکتا۔ اگر ایسا ہے تو آپ بتایئے پاکستان کی آزادی کہاں گئی؟ گویا اس صورت میں ہماری تمام اقتصاد پر قبضہ اُنہیں کا ہوگا اور خدانخواستہ پاکستان کو اتنا نیچے لے جائیں گے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ کہیں گے کہ تم دیوالیہ ہو چکے ہو، لہٰذا تمہارا جو ایٹم بم ہے وہ تم نہیں سنبھال سکتے، لہٰذا وہ ہمارے حوالہ کردو، اس وقت حکومت کے پاس کیا جواب ہوگا؟!

خدارا آنکھیں کھولیں اور اتنا زیادہ قرضوں پر انحصار نہ کریں کہ ہماری خودمختاری داؤ پر لگ جائے۔ اگر حکومتِ پاکستان اور اس کے ماہرینِ اقتصادیات عقل و شعور، احساسِ ذمہ داری، سلیقہ مندی اور فرض شناسی سے کام لیں تو انہیں چاہئے کہ آئی ایم ایف سے بھیک مانگنے کی بجائے آج تک ۷۴ سالوں میں جتنے لوگوں نے بینکوں کے ذریعہ جتنے قرض حاصل کر کے معاف کرائے ہیں، ان سب کی فہرست بنائی جائے اور ان سے وہ تمام قرضے واپس لئے جائیں، چاہے ان کے اَثاثے ہی کیوں نہ بیچنے پڑیں۔ اسی طرح بے نظیر انکم اسکیم میں بہت سارے حاضر سروس حضرات، ان کی بیویوں اور جعلی لوگوں نے فراڈ کے ذریعہ جو رقومات حاصل کی ہیں، ان سب سے ریکوری کر کے خزانہ میں جمع کرائی جائے۔

جن لوگوں نے اس ملک میں ناجائز اثاثے بنائے ہیں، ان سب کے اثاثے بحقِ سرکار ضبط کئے جائیں، خود حکومتی کابینہ میں جو آٹا چور، چینی چور، دوائیوں کی قیمتوں میں من مانا اضافہ کر کے مال بنانے والے موجود ہوں، ان سب کے اثاثے ضبط کئے جائیں۔

اسی طرح سابق چیف جسٹس جناب ثاقب نثار صاحب نے ڈیم فنڈ کے نام پر جتنے پیسے لوگوں سے اکٹھے کئے وہ سب ان سے وصول کر کے قرض کی ادائیگی میں دیئے جائیں۔ شنید ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے انکشاف کیا ہے کہ کرونا میں جو امداد پاکستان کو دی گئی اس کا کثیر حصہ خورد برد ہو گیا ہے

اوراس کا حساب وکتاب بھی کسی کے پاس نہیں، حکومت کو چاہئے کہ جس کی جیبوں میں یہ پیسہ گیا ہے، ان سے اسے واپس لیا جائے اوران کواس قومی چوری پر عبرت ناک سزادی جائے۔اسی طرح بے جاخرچ ہونے والی سرکاری رقوم پر کنٹرول کرکے سرکاری قرضوں کی وصولی کو یقینی بنایا جائے اور حکومتی اخراجات میں کمی کرکے پہلی فرصت میں یہ تمام قرضے اُتارے جائیں۔

ہماری حکومت کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ امریکا اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے افغانستان سے ۲۰ سالہ طویل جنگ ہار چکا ہے، اوراس نے افغانستان میں بہت بری شکست کھائی ہے، لیکن وہ اپنی اس شکست کا ذمہ دار پاکستان کوٹھہرا کراسے اقتصادی نقصان پہنچانے کا منصوبہ رکھتا ہے، ان حالات میں ہمیں ذمہ دارانہ کردارادا کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہمارا ملک اقتصادی بحران سے بچ جائے، **وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز**۔

بہرحال اب بھی وقت ہے کہ ملکی معیشت کوسنبھالا دیا جائے اور سنجیدگی سے روپے کی گرتی ہوئی قدر کوروکا جائے، اس کے لئے سادگی اور کفایت شعاری کورواج دیا جائے اور ملک وقوم کی خیرخواہی کے جذبہ کے تحت قومی خزانہ کوامانت سمجھتے ہوئے اس کے تحفظ کے لئے ممکنہ اقدامات کئے جائیں۔ بین الاقوامی تجارت کے لئے مسلمانوں کوڈالر پر انحصار کرنے کے بجائے اسلامی ممالک کواتفاقِ رائے سے الگ کوئی کرنسی متعین کرنی چاہئے، اوران سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ اللہ کے حضور توبہ کرکے ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے اعلان کے ساتھ ساتھ ملک کوسود سے پاک کرنے کا اعلان کرنا چاہئے۔ان اقدامات سے ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور دشمنوں کے عزائم خاک میں ملیں گے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

مدینہ میں بلالیتے شہ بطحا تو بہتر تھا

مدینہ میں بلا لیتے شہ بطحا تو بہتر تھا
جو ہو جاتا نثارِ گنبد خضریٰ تو بہتر تھا

پہنچ کر روضۂ اقدس بصد آدابِ شاہانہ
تمنا اپنے دل کی میں بتا دیتا تو بہتر تھا

پہنچتے ہیں نصیبہ ور فقط درگاہ عالی میں
مقدر اپنا بھی ایسا اگر ہوتا تو بہتر تھا

بہت مدت سے ہوں یونہی گرفتار سیہ بختی
مدینہ کا بلاوا جلد اگر ہوتا تو بہتر تھا

مبارک ہیں جو اڑکر جلد پہنچتے ہیں مدینے میں
یونہی مجھ کو بھی پہنچاتا خداوندا تو بہتر تھا

میں توفیق حضوری مانگتا ہوں آپ سے یارب
اجابت کی جو خوشخبری سنا دیتا تو بہتر تھا

حضرت مولانا افتخارالحق منور بہرائچی

کرسمس ڈے اور ہمارا معاشرہ

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ترجمہ:''جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے تو یہ لوگ ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔'' (البینۃ:7)

کلمہ توحید، ایک مضبوط جڑ کی مانند ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال بیان فرما رہے ہیں کہ کلمہ طیبہ کو یوں سمجھو! جس طرح ایک پاکیزہ درخت ہوا کرتا ہے؛ جس کی جڑیں زمین میں بہت گہری ہیں اور اس کی شاخیں (ٹہنیاں) آسمان تک پہنچتی ہیں۔'' (ابراہیم:24)

ایک تمثیل: جس طرح ایک درخت کی نشوونما کا دارومدار اس کی جڑ پر ہوتا ہے، اور جڑ ہی درخت کی زندگی اور تروتازگی کا ذریعہ شمار کی جاتی ہے، اگر جڑ میں نقص واقع ہو جائے تو درخت مرجھانا شروع ہو جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کے پتے، ٹہنیاں، پھل، پھول سب کے سب بوسیدہ ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اگر جڑ مضبوط ہوگی تو پودا توانا اور پھل دار ہوگا، اس سے خوراک حاصل کرنا دوسروں کے لئے حیات بخش ثابت ہوگا۔ پتہ چلا کہ بات ساری تاثیر کی ہے، جس طرح درخت میں ساری تاثیر جڑ اور تنے کی ہوتی ہے، تاثیر اچھی ہوگی تو درخت، پھل پھول بھی اچھے دے گا اور اگر تاثیر میں نقص واقع ہو جائے تو درخت خشک ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ اس کو کاٹ کر ختم کر دیں گے۔ اسی طرح عقیدہ اور ایمان بھی قوموں کے ثقافتی، تہذیبی، مذہبی اور معاشرتی بقا اور سلامتی کی علامت ہوتا ہے۔

خاموش ارتداد کا فتنہ:

اسلامیان عالم کی قوت اور شوکت کا راز اسلام اور مسلم دشمنوں کو اچھی طرح معلوم ہے، اسی لئے آج جتنی زیادہ محنتیں مسلمانوں کے ایمان و یقین کو خراب کرنے، نت نئے ہتھکنڈوں کے ذریعہ ان کے ملی تشخص کو مسخ کرنے نیز مال و دولت اور عزت وشہرت کا جھانسا دے کر انہیں الحاد وارتداد کی گھاٹ اتارنے کی ہو رہی ہیں اور جس اعلیٰ پیمانے پر ہو رہی ہیں، ماضی میں اس کی نظیر ملنی نایاب نہ سہی کم یاب ضرور ہے؛ کیونکہ اغیار و کفار کو معلوم ہے کہ قرنِ اول ہو یا بعد کا کوئی زمانہ، ہر دَور میں مسلمانوں نے ایمان ہی کی بہ دولت بڑے بڑے معرکے سر کئے اور دشمنوں کے تمام تر منصوبے اور حربے آنِ واحد میں دھرے کے دھرے رہ گئے؛ اس لئے اس وقت بہت ہی ہنرمندی، زیرکی اور عیاری کے ساتھ تمام وسائل، مسلمانوں کے عقائد اور ایمان کو خراب کرنے، انہیں ان کی اصل یعنی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نیز کتاب وسنت اور اسلافِ امت سے بدظن کرنے اور پھر مرتد و بے راہ کرنے میں صرف کئے جا رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک طرف پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کیا جا رہا ہے تو دوسری جانب مختلف ایسے حلقوں کو نمایاں کیا جا رہا ہے جو سراسر اسلام کے بنیادی عقائد پر تیشہ زنی کرتے ہیں۔ نئی نسل خاص طور پر ان کا ہدف ہے۔ سرِ دست میرا روئے سخن وہ مسلمان ہیں جو یا تو جہالت و ناخواندگی کی وجہ سے یا اپنے سیاسی مفاد اور جھوٹی شہرت کی خاطر یہود و نصاریٰ کے تہواروں میں نہ صرف بے دریغ شرکت کر رہے ہیں؛ بل کہ ان کے مذہبی رسومات میں حصہ لے کر اپنی متاع دین و ایمان کا کھلم کھلا سودا بھی کر رہے ہیں۔

اس موقع پر بے ساختہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی یاد آ جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا:''تم ضرور پچھلی امتوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے، بالشت برابر اور ہاتھ برابر، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے، تو تم بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اس میں داخل ہو گے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور کون؟''

(صحیح بخاری:7320)

عربی زبان کا محاورہ ہے: فلان اَحیَرُ مِنَ الضَّبِّ یعنی فلاں شخص گوہ سے بھی زیادہ حیرت میں ڈالنے والا ہے۔ اہلِ عرب کے ہاں یہ مشہور تھا کہ گوہ کے داخل ہونے والے سوراخ کا تو پتا چل جاتا ہے؛ لیکن نکلنے والے سوراخ کا پتا نہیں چلتا، لہٰذا اسے حیرت کی علامت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جن فتنوں میں اہلِ کتاب مبتلا ہوئے، ان کے انجام سے باخبر ہونے کے باوجود تم ان فتنوں میں مبتلا ہو گے، کیونکہ انسان بالعموم تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتا، جب تک کہ وہ خود اس تجربے سے نہ گزرے، لیکن اس وقت اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے: اب پچھتائے کیا ہووت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

چنانچہ ملک و بیرون ملک سے اس قسم کی افسوس ناک اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں کہ مسلمان بھی عیسائیوں کے ہمراہ ان کے مذہبی تہوار میں شریک ہورہے ہیں، جس سے ہر دردمند دل اور فکر مند شخص بے چین و بے قرار ہے اور کیوں نہ ہو؟؟

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے، تو مصطفوی ہے

کرسمس کیا ہے؟:

۲۵/دسمبر کا دن پوری دنیا میں مسیحی امت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے طور پر کرسمس کے نام سے مناتی ہے۔ اسی مناسبت سے سال بھر کے سب دنوں میں سب سے چھوٹا دن ہونے کے باوجود اسے بڑا دن کہا جاتا ہے اور اسے مسیحی دنیا کی عالمی عید اور قومی تہوار کی حیثیت حاصل ہے۔

۳۵۴ء میں پہلی مرتبہ ۲۵/دسمبر کو عیسیٰ علیہ السلام کا سب سے پہلے یوم ولادت منایا گیا۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ساڑھے تین سو سال بعد اس بدعت کو رواج عام حاصل ہوا لیکن عیسائیوں کے پیورٹن فرقے نے ہمیشہ اس بدعت کی مخالفت کی۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ایک کیتھولک عقیدہ ہے، جس کی بائبل سے کوئی سند ثابت نہیں ملتی۔

۱۶۴۷ء جب انگلینڈ میں پیورٹن کے ہاتھ حکومت آئی تو انہوں نے کرسمس ڈے منانے کی روایت کو ختم کر دیا، لیکن ۱۳ سال بعد ان کی حکومت کے خاتمے اور چارلس دوئم کے دوبارہ بحال ہونے پر یہ روایت دوبارہ زندہ ہوگئی۔ ایسے ہی بوسٹن (امریکا) میں پیورٹن کے بائیس سالہ دور (۱۶۴۷ء سے ۱۶۶۹ء) تک کرسمس منانا معطل رہا۔ کرسمس کے اس تہوار پر دنیا بھر میں عیسائی اپنے گھروں اور دیگر عمارات میں کرسمس ٹری لگاتے ہیں جسے رنگ برنگے قمقموں اور آرائشی چیزوں سے سجایا جاتا ہے۔ اس تہوار پر ملنے والے تحائف بھی کرسمس ٹری کے نیچے رکھے جاتے ہیں اور انہیں کرسمس کے موقع پر خاندان کے افراد مل کر کھود لیتے ہیں۔

کرسمس ٹری کے لئے عموماً صنوبر کا انتخاب کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ ہر موسم میں سرسبز رہنے والا درخت ہے۔ صرف امریکا میں کرسمس ٹری کے ۱۲ ہزار سے زیادہ فارم موجود ہیں اور اس شعبے سے ایک لاکھ سے زیادہ افراد وابستہ ہیں۔ یہ امریکا میں ۵۰ کروڑ ڈالر سالانہ سے زیادہ کا کاروبار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کرسمس ٹری لگانے کی روایت پانچ سو سال سے زیادہ پرانی ہے۔ تاریخی حقائق کے مطابق پہلا کرسمس ٹری لٹویا کے شہر ریگا میں ۱۵۱۰ء میں لگایا گیا تھا۔

کرسمس کی موجودہ صورتِ حال:

اس حوالے سے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ یوں فرماتے ہیں کہ: ’’شروع شروع میں تو یہ ہوا کہ جب ۲۵/دسمبر کی تاریخ آتی تو چرچ میں ایک اجتماع ہوتا، ایک پادری صاحب کھڑے ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور آپ کی سیرت بیان کر دیتے، اس کے بعد اجتماع برخاست ہو جاتا۔ گویا کہ بے ضرر اور معصوم طریقے پر یہ سلسلہ شروع ہوا لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہوں نے یہ سوچا کہ ہم پادری کی تقریر تو کرا دیتے ہیں مگر وہ خشک قسم کی تقریر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نوجوان اور شوقین لوگ تو اس میں شریک نہیں ہوتے، اس لئے اس کو ذرا دلچسپ بنانا چاہئے تاکہ لوگوں کے لئے دلکش ہو اور اس کو دلچسپ بنانے کے لئے اس میں موسیقی ہونی چاہئے، چنانچہ اس کے بعد موسیقی پر نظمیں پڑھی جانے لگیں، پھر انہوں نے دیکھا کہ موسیقی سے بھی کام نہیں چل رہا ہے اس لئے اس میں ناچ گانا بھی ہونا چاہئے، چنانچہ پھر ناچ گانا بھی اس میں شامل ہوگیا، پھر سوچا کہ اس میں کچھ تماشے بھی ہونا چاہئیں۔ چنانچہ ہنسی مذاق کے کھیل تماشے اس میں شامل ہوگئے، پھر ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ وہ کرسمس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات بیان کرنے کے نام پر شروع ہوا تھا، اب وہ عام جشن کی طرح ایک جشن بن گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناچ گانا اس میں، موسیقی اس میں، شراب نوشی

اس میں، قمار بازی اور جوا اس میں۔ گویا کہ اب دنیا بھر کی ساری خرافات کرسمس میں شامل ہوگئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پیچھے رہ گئیں۔ اب حال یہ ہے کہ مغربی ممالک میں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو اس میں ایک طوفان برپا ہوتا ہے، اس ایک دن میں اتنی شراب پی جاتی ہے کہ پورے سال اتنی شراب نہیں پی جاتی، اس ایک دن میں اتنے حادثات ہوتے ہیں کہ پورے سال اتنے حادثات نہیں ہوتے، اسی ایک دن میں عورتوں کی عصمت دری اتنی ہوتی ہے کہ پورے سال اتنی نہیں ہوتی اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یومِ پیدائش کے نام پر ہو رہا ہے۔‘‘

اسلامیانِ عالم سے دردمندانہ گزارش:

۱:... کرسمس، عیسائیوں کا خالصتاً مذہبی تہوار ہے، یہ اس کفریہ ملت کی ایک باقاعدہ پہچان اور شعار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر پروردگارِ عالم کے ساتھ شرک کرتی ہے۔ نیز نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسترد کر کے وقت کی آسمانی رسالت کی منکر اور عذابِ الٰہی کی طلب گار ٹھہرتی ہے۔ کرسمس کے اِس شرکیہ تہوار کی وجہِ مناسبت ہی یہ ہے کہ ان ظالموں کے بقول اس دن خدا کا بیٹا یسوع مسیح پیدا ہوا تھا۔

۲:... مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک ایسی قوم کو جو (معاذ اللہ) خدا کے ہاں بیٹے کی پیدائش پر جشن منا رہی ہو مبارکباد پیش کرنے جائے اور اِس خوشی میں اس کے ساتھ کسی بھی انداز اور کسی بھی حیثیت میں شریک ہو۔ یہ عمل بالاتفاق حرام ہے بلکہ توحید کی بنیادوں کو مسمار کر دینے کا موجب ہے۔ ہر مسلمان خبردار ہو، اِس باطل کرسمس کی خوشیوں میں کسی بھی طرح کی شمولیت آدمی کے ایمان کے لئے خطرہ ہے۔

۳:... اِس گناہ کے مرتکب پر واجب ہے کہ وہ اِس سے تائب ہو، تاہم اگر وہ اہلِ اسلام کے کسی حلقہ میں راہبر جانا جاتا ہے تو اس کے حق میں لازم ہے کہ وہ اپنی توبہ کا کچھ چرچا بھی کرے تاکہ روزِ قیامت اس کو دوسروں کا بارِ گناہ نہ سمیٹنا پڑے۔

۴:... کرسمس جیسے معلوم شعائرِ کفر سے دور رہنا تو فرض ہے ہی، ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان اس ملتِ کفر سے کامل بیزاری کا اظہار کرے۔

۵:... کرسمس جیسے معروف نصرانی تہوار کو محض ایک سماجی تہوار کہہ کر اس کے لئے جواز پیدا کرنا گمراہ کن عمل ہے۔

۶:... ہمارے اسلامی تصورات اور اصطلاحات کو مسخ کرنے کی جو سرتوڑ کوششیں اس وقت ہو رہی ہیں، اہلِ اسلام پر ان سے خبردار رہنا واجب ہے۔ ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک سب سے بڑھ کر صحابۂ کرامؓ کے عہد میں ہوا ہے۔ مگر ان کے دین اور دینی شعائر سے بیزاری بھی سب سے بڑھ کر صحابہ کرامؓ کے ہاں پائی گئی ہے۔ یقیناً یہ حسن سلوک آج بھی ہم پر واجب ہے، مگر اس کے جو انداز اور طریقے، حدود و قیود سے بالاتر ہو کر اس وقت رائج کرائے جا رہے ہیں وہ دراصل اسلام کو منہدم کرنے والے ہیں۔

☆☆.................☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، پتوکی

پتوکی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳۰؍نومبر ۲۰۲۱ء کو جامعہ قاسمیہ مدینہ کالونی میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت مولانا محمد قاسم انور نے کی اور رانا محمد عثمان قصوری نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ جمعیت علماء اسلام ضلع قصور کے امیر مولانا عبداللطیف شمشاد نے صدارت فرمائی۔ بعد نماز مغرب پاکستان شریعت کونسل کے امیر شیخ الحدیث مولانا زاہدالراشدی، مولانا عتیق الرحمٰن، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق ضلع قصور کے علاوہ مسلک اہلحدیث کے رہنما حافظ حسن محمود صاحب، بریلوی مسلک کے رہنما پروفیسر جاوید اکرم نورانی کے بیانات ہوئے۔ پاکستان شریعت کونسل کے اراکین، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پتوکی ضلع قصور کے ذمہ داران مولانا محمد عبداللہ انور، پیر مسعود قادری، قاری عبداللہ رحیمی، پروفیسر مسعودالحسن، قاری نور شاکر، قاری محمد طیب، مولانا محمد عثمان کامران، مولانا طارق مدنی سمیت دیگر علماء کرام نے رات دن محنت کر کے کانفرنس کو کامیاب کیا۔ اللہ رب العزت سب بزرگوں کو جزائے خیر نصیب فرمائے۔ مولانا عبداللہ انور اور ان کی انتظامیہ نے سامعین کی کھانے سے تواضع کی۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر مستورات اور جلسہ گاہ کے سامعین میں تقسیم کیا گیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری

مولانا محمد جنید رانچوی

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا، اور ۱۸۸۰ء سے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ شروع کیا، اور ۱۸۸۲ء میں مجدّد اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز واضح رہے کہ مرزا نے ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء چار سال میں براہین احمدیہ کے نام پر ایک کتاب کی تصنیف مکمل کی، جس میں خود کو مجدّد اور مامور من اللہ ثابت کرنے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تئیں جس عقیدے کا اظہار کیا ہے، تین عبارتیں پیش خدمت کی جاتی ہیں:

”ھُوَ الَّذِیْ اَرسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔“ یہ آیت جسمانی اور سیاستِ ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے، وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اِس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ، خزائن، ج۱، ص:۵۹۳)

اور ۶۰۱ پر لکھتا ہے:

”عَسٰی رَبُّکُم اَن یَّرحَمَ عَلَیکُم وَاِن عُدتُّم عُدنَا وَجَعَلنَا جَهنّم لِلکَافِرِینَ حَصِیرًا۔“ یہ آیت اِس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفق اور نرمی اور لطف واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائلِ واضحہ اور آیاتِ بیّنہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے، تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرتِ مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن، ج۱، ص:۶۰۱-۶۰۲)

نیز ۱۸۹۳ء میں جبکہ اس سے قبل مثیل مسیح اور مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کر چکا تھا، اپنی کتاب ”آئینۂ کمالات اسلام“ کے صفحہ ۴۰۹ پر لکھتا ہے، ذرا ملاحظہ فرمائیں:

”الا یعلمون: ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه ولا یاخذ شیئاً من الارض مالهم لایشعرون۔“

(آئینہ کمالات اسلام، خزائن، ج:۵، ص:۴۰۹)

مذکورہ بالا تینوں عبارتوں سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف کوئی حدیث یا الہام یا کسی کا قول قابل حجت نہیں۔

۲:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا جسمانی طور پر ثابت ہے۔ لہٰذا ان کی جگہ کسی اور کا روحانی طور پر آنے کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔

۳:... حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی کا آنا ثابت ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی ابن چراغ بی بی کا خود کو عیسیٰ کا مصداق ٹھہرانا غلط ہے۔

۴:... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام علوم سیکھ کر آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ لہٰذا مرزا کا ”فضل الٰہی“ کی شاگردی اختیار کرنے کے باوجود مسیحیت کا دعویٰ کرنا، اس کے جھوٹے ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

۵:... حضرت ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اِس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام یہ وہی ابن مریم ہوں گے جو ایک مرتبہ اس دنیا میں آچکے ہیں۔

۶:... حضرت ابن مریم اِس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ لہٰذا فی الحال کسی دوسری دنیا یعنی آسمان پر موجود ہونا متحقق ہوگیا، جو قربِ قیامت دوبارہ اِس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

۷:... لہٰذا مرزا جو چراغ بی بی عرف گھسیٹی کے پیٹ سے نکلا، مصداق نہیں، کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ آسمان سے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

۸:... غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ حضرت

مسیح علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ مذکورہ وعدہ میرے حق میں ہے فراڈ اور دھوکہ ہے۔

۹:... اُن کے ذریعہ دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لہٰذا مرزائیت جیسا کفر وزندقہ کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

۱۰:... نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔ لہٰذا مرزا کا نحوست لئے ہوئے اپنی ماں کے پیٹ سے نکل کر مسیحیت کا دعویٰ کرنا، اس کے حمق کی دلیل ہے۔

یہ دس کی دس باتیں قرآن سے ثابت ہیں اور بقول مرزا قادیانی قرآن اور الہام سے ثابت ہیں، لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ مرزائی مرزا قادیانی کو منوانا تو چاہتے ہیں، لیکن خود اس کی باتوں کو مان کر نہیں دیتے۔☆☆

پاپائے روم اور روایتی مسیحی تعلیمات

سہ روزہ ''دعوت'' نئی دہلی میں ۴؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ کیتھولک فرقہ کے موجودہ سربراہ پاپائے روم پوپ بینی ڈکٹ نے ۲۰۱۲ء کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے حساب سے درست ماننے سے انکار کر دیا ہے اور اپنی تازہ تصنیف میں، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمری پر مشتمل ہے اور اس کے دس لاکھ نسخے شائع کیے گئے ہیں، کہا ہے کہ رواں سال کو ۲۰۱۲ء کہنا درست نہیں ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ موجودہ کیلنڈر اور مسیح علیہ السلام کی ولادت میں ۲ سے سات سال کا فرق ہے جو اس کیلنڈر کے آغاز سے پہلے ہوئی تھی، انہوں نے کہا ہے کہ چھٹی صدی عیسوی کے ایک راہب ڈائینیس ایکسی گن نے اس کیلنڈر کا حساب لگایا تھا اور ان سے اس حساب میں کئی سال کی غلطی ہوئی ہے۔

پاپائے روم کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے حساب سے ۲۰۱۲ء کو درست عیسوی سن تسلیم کرنے سے انکار کے علاوہ یہ بات بھی مسیحی حلقوں میں اب تک مشکوک چلی آ رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کیا، ۲۵؍دسمبر کو ہی ہوئی تھی؟ کیونکہ بہت سے مسیحی حلقے ۲۵؍دسمبر کو کرسمس ڈے ماننے سے انکاری ہیں۔

پاپائے روم نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر جانوروں کی نمائش جو ویٹی کن سٹی کی طرف سے اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے تاریخی لحاظ سے درست نہیں ہے اس لئے کہ انجیل میں جانوروں کا اس حوالہ سے کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ نے عیسائیوں کے اس روایتی عقیدے کو بھی رد کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا اعلان کرنے کے لئے فرشتوں نے بھیڑ بکریوں کے چرواہوں کے سامنے گیت گائے تھے جیسا کہ کرسمس کے موقع پر گائے جانے والے طویل نغمہ کی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ پاپائے روم نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استقرار حمل جنسی تعلق کے ذریعے نہیں بلکہ روح القدس کی قوت یا خدائی قدرت سے ہوا تھا۔

پاپائے روم کی تازہ تصنیف کے حوالہ سے سہ روزہ ''دعوت'' دہلی کی یہ رپورٹ اس حقیقت کی ایک بار پھر غمازی کرتی ہے کہ مسیحی دنیا ابھی تک اپنے مذہب کے بہت سے بنیادی معاملات پر بھی متفق نہیں ہے کیونکہ مسیحی مذہب کی زیادہ تر باتیں کسی مصدقہ روایت کی بجائے قیاس وگمان اور اندازوں پر مبنی ہیں۔ اور شاید مسیحی دنیا کی غالب اکثریت کے اپنے مذہب سے عملی دنیا میں دستبردار ہو جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے جس کے ذریعہ مسیحی راہنماؤں نے اپنے بہت سے اختلافات پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاپائے روم کی یہ کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کی سوانح عمری کے حوالہ سے ہے اور ہمیں اس پر بھی تعجب ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ چند سال قبل یورپ کے کسی ملک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ پر بنائی جانے والی ایک فلم کے بارے میں خود مسیحی دانشوروں نے یہ سوال کھڑا کر دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو فلمانے کے لئے مواد اور معلومات کہاں سے حاصل کی گئی ہیں کیونکہ ''انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا'' کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بارے میں دو تین واقعات کے علاوہ مسیحی دنیا کے پاس کوئی مستند مواد موجود نہیں ہے۔ اور ہم نے بھی اس موقع پر ایک مضمون میں عرض کیا تھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل، مستند، مفصل اور جامع سیرت مبارکہ کے تاریخ میں محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے بارے میں بھی قرآن وحدیث میں سب سے زیادہ تفصیلی اور مستند معلومات موجود ہیں۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

عورت: ثقافتی جنگ میں مغرب کا ہتھیار

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

بعدالحمدوالصلوٰۃ۔اس وقت عالم اسلام اور مغرب میں فلسفۂ حیات اور کلچر وثقافت کی جو کشمکش جاری ہے اور جسے خود مغرب کے دانشور ’’سولائزیشن وار‘‘ قرار دے رہے ہیں اس میں مغرب کا دعویٰ ہے کہ وہ جس کلچر اور ثقافت کا علمبردار ہے وہ ترقی یافتہ اور جدید ہے، اس لئے ساری دنیا کو اسے قبول کر لینا چاہئے۔لیکن مغرب کا یہ دعویٰ درست نہیں ہے کیونکہ جدید تہذیب کی اقدار وروایات میں کوئی ایک بات بھی ایسی شامل نہیں ہے جسے نئی قرار دیا جا سکے بلکہ یہ سب کی سب اقدار وروایات وہی ہیں جو’’جاہلیت قدیمہ‘‘ کا حصہ رہ چکی ہیں اور اسلام نے جاہلی اقدار قرار دے کر انسانی معاشرہ کو ان سے نجات دلائی ہے۔

ان اقدار وروایات پر ایک نظر ڈالیں: (۱) سود، (۲) زنا، (۳) ناچ گانا، (۴) کہانت، (۵)لواطت، (۶) جوا، (۷) شراب نوشی، (۸)بت پرستی، (۹) بے پردگی وعریانی، (۱۰) اورنسلی ولسانی عصبیت آج کے تمدن کی نمایاں علامات ہیں۔لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جو نئی کہلانے کی مستحق ہو اور جسے جاہلیت قدیمہ کے ساتھ کشمکش کے موقع پر اسلام نے شکست نہ دی ہو۔حتیٰ کہ ان اقدار وروایات کے حوالہ سے جو دلائل ان کے جواز کے لئے آج پیش کئے جا رہے ہیں وہ بھی وہی ہیں جو جاہلیت قدیمہ کے علمبردار پیش کیا کرتے تھے،مثلاً:

☆......بے پردگی اور عریانی کو فطرت اور نیچر کی طرف واپسی قرار دیا جا رہا ہے، جبکہ جاہلیت کے دور میں بیت اللہ کا عریاں حالت میں طواف کرنے والے مشرکین بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے گھر میں فطری حالت میں پیش ہونا چاہتے ہیں۔

اسی طرح آج سود کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بزنس کا حصہ ہے اور اس کے بغیر تجارت کامیابی سے نہیں چل سکتی۔جبکہ سود کے حق میں مشرکین مکہ نے بھی یہی دلیل دی تھی جسے قرآن کریم نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ’’سود اور تجارت ایک جیسے ہی ہیں۔‘‘

اس لئے اس تہذیبی کشمکش میں ہمیں کسی گھبراہٹ کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعینہ اسی تہذیب اور کلچر کو ہم ایک بار پہلے مکمل شکست دے چکے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان کیا تھا اس وقت عرب معاشرہ میں یہ ساری چیزیں موجود تھیں لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ’’حجۃ الوداع‘‘ کے موقع پر اپنے مشن کی کامیابی کا اعلان فرمایا تو عرب معاشرہ ان تمام خرابیوں سے پاک ہو چکا تھا۔لہٰذا تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے تاریخ عالم کے پورے نشیب وفراز کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ کل کی طرح آج بھی اس’’جاہلیت جدیدہ‘‘ کو شکست ہوگی اور نسل انسانی کا مستقبل اسی تمدن اور ثقافت پر استوار ہوگا جس کی بنیاد آسمانی تعلیمات پر ہے اور جس کی نمائندگی اس وقت اسلام کر رہا ہے۔

دوسری بات جو میں اس موقع پر عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ’’فری سوسائٹی‘‘ یا اباحیت مطلقہ کا یہ فلسفہ جس پر مغربی تہذیب کی عمارت استوار ہے جائز وناجائز اور حلال وحرام کے تمام دائرے توڑ کر اپنے عروج اور انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس کا اندازہ مغربی ممالک کی اسمبلیوں اور عدالتوں کے ان فیصلوں سے لگایا جا سکتا ہے جو گزشتہ ربع صدی سے مسلسل سامنے آ رہے ہیں اور جائز وناجائز کے ان دائروں اور حدود کو پامال کرنے کی مہم میں اسمبلیوں اور عدالتوں کے ساتھ اب چرچ بھی شامل ہو گیا ہے۔اس سلسلہ میں دو تین حالیہ فیصلوں کا حوالہ دینا چاہتا ہوں:

چرچ آف انگلینڈ نے کچھ عرصہ قبل اپنی شاخوں کو یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ چونکہ بغیر شادی کے میاں بیوی کے طور پر اکٹھے رہنے والے جوڑوں کا تناسب پچاس فیصد سے بڑھ گیا ہے اور سوسائٹی نے اس عمل کو قبول کر لیا ہے، اس لئے اس عمل کو آئندہ گناہ نہ کہا جائے اور نہ ہی اس کی

حوصلہ شکنی کی جائے۔

گزشتہ سال برطانیہ کے ایک ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ میاں بیوی کے طور پر اکٹھے رہنے والے دو ہم جنس پرست مرد قانون کی نظر میں میاں بیوی متصور ہوں گے اس لئے ایک کے مرنے کے بعد دوسرا اس کا وارث قرار پائے گا۔

گزشتہ ہفتے اٹلی کی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے علاوہ دوسرے مرد کے ساتھ بھی تعلقات قائم کر سکتی ہے لیکن اسے رات بہرحال خاوند کے ساتھ رہنا چاہئے۔

یہ خاندانی نظام کے حوالہ سے مغربی سوسائٹی کے ''فری سسٹم'' کی انتہا ہے اور اسی سے ہمیں اندازہ کر لینا چاہئے کہ مغربی ثقافت کے نام پر بین الاقوامی قوانین کو قبول کر لینے کا مشورہ دینے والے ادارے اور این جی اوز ہمیں کس راستہ پر ڈالنا چاہتی ہیں اور پاکستان میں کس قسم کے کلچر کو فروغ دینے کے لئے کوشش کر رہے ہیں؟

اس حوالہ سے آپ حضرات کی خدمت میں تیسری گزارش یہ ہے کہ مغربی حکومتیں اور عالمی ادارے اس کلچر کو ہم پر مسلط کرنے کے لئے مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کی خواتین کانفرنسوں، اقوام متحدہ کے منشور، جنیوا انسانی حقوق کمیشن کی قراردادوں، انسانی حقوق کے بین الاقوامی اداروں اور عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے ہم سے بار بار یہ تقاضا کیا جا رہا ہے کہ اسلام کے نکاح، طلاق اور وراثت کے قوانین آج کے مروجہ بین الاقوامی قوانین سے متصادم ہیں اس لئے ان میں ردوبدل کیا جائے اور انہیں تبدیل کر کے اقوام متحدہ کے چارٹر اور مروجہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق بنایا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نکاح، طلاق اور وراثت کے متعدد اسلامی قوانین اقوام متحدہ کے چارٹر اور اس کی بنیاد پر تشکیل پانے والے بین الاقوامی قوانین سے متصادم ہیں اور اسی وجہ سے عالم اسلام کی حکومتیں اس سلسلہ میں تذبذب اور گومگو کی کیفیت سے دوچار ہیں:

ترکی نے پون صدی سے یہ فیصلہ کرتے ہوئے اسلامی قوانین سے دستبردار ہو کر مغربی قوانین مکمل طور پر قبول کر رکھا ہے۔

جبکہ دوسری طرف افغانستان کی طالبان حکومت نے یہ واضح اعلان کر رکھا ہے کہ وہ کسی اسلامی قانون سے دستبردار نہیں ہوں گے اور شرعی قوانین کے حوالہ سے اقوام متحدہ سمیت کسی کی بات سننے کے لئے وہ تیار نہیں ہیں۔

جبکہ دیگر مسلمان حکومتیں دوہرے طرز عمل کا مظاہرہ کر رہی ہیں، عالمی اداروں کا دباؤ بڑھتا ہے تو بین الاقوامی معاہدوں پر دستخط کر دیتی ہیں اور اپنے ملکوں کے عوام اور دینی حلقوں کے دباؤ میں اضافہ ہوتا ہے تو اسلامی احکام کی من مانی تعبیر و تشریح کا راستہ اختیار کرنے لگتی ہیں۔

ہمارے ہاں صدر محمد ایوب خان مرحوم کے دور میں ''عائلی قوانین'' اسی عالمی دباؤ کے تحت نافذ کئے گئے تھے جن کی متعدد دفعات قرآن و سنت کے صریح احکام سے متصادم ہیں۔

چند سال قبل سپریم کورٹ کے جسٹس ناصر اسلم زاہد کی سربراہی میں خواتین حقوق کمیشن نے جو سفارشات پیش کیں وہ بھی اس بین الاقوامی دباؤ کا نتیجہ تھیں اور اب ہماری اعلیٰ عدالتوں میں اس حوالہ سے جو فیصلے ہو رہے ہیں اس کے پس منظر میں یہی عالمی دباؤ کارفرما ہے۔ اس سلسلہ میں بطور مثال صرف دو فیصلوں کا ذکر کرنا چاہوں گا:

☆......سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس عثمانی کا فیصلہ ریکارڈ پر ہے جس میں وراثت کے کسی کیس میں لڑکی اور لڑکے کے حصوں میں فرق کو غیر مساویانہ بتا کر غیر منصفانہ قرار دیا گیا ہے۔

☆......اسی قسم کا فیصلہ لاہور ہائی کورٹ کا ہے جو حال ہی میں سامنے آیا ہے کہ لڑکی نے گھر سے بھاگ کر ایک لڑکے سے تعلق قائم کیا اور کچھ عرصہ اکٹھے رہ کر نکاح کر لیا تو ہائی کورٹ نے ان سب مراحل کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے ''محبت کی شادی'' قرار دے کر قانونی جواز کی سند فراہم کر دی۔

اسلام میں عورت کو جو مقام دیا گیا ہے اور اس کے حقوق کے بارے میں قرآن و سنت کی جو واضح ہدایات موجود ہیں ان کے بارے میں میرے پیش رو مقررین نے تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے اس لئے میں نے اس پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے آج کے اس سیمینار کے موضوع کے دوسرے پہلو پر کچھ گزارشات پیش کی ہیں کہ مغرب نے عورت کو اس ثقافتی جنگ اور سولائزیشن وار میں اپنا ہتھیار بنا کر اس کی تذلیل کا جو سامان فراہم کر رکھا ہے اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں صحیح صورت حال کا ادراک کریں اور مطالعہ و تحقیق کے تقاضے پورے کرتے ہوئے مدارس کے طلبہ، مساجد کے نمازیوں اور اخبارات و جرائد کے قارئین کی ذہن سازی اور راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے میں کوئی کوتاہی روا نہ رکھیں۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۷رنومبر ۲۰۲۱ء)

اسلامی معاشرہ میں بچوں کا مقام

مولانا عبدالمتین، لیاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ جانے۔ (ترمذی)

حدیث میں لیس منا کا مطلب وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹا ہوا ہے اور اس کا یہ فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی تعلیمات کے خلاف ہے۔

فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کھائے، اسلامی معاشرت میں چونکہ معاشرے کے تمام طبقات کے حقوق کا ذکر ہے اسی ضمن میں اس حدیث مبارکہ میں خاص کر چھوٹے اور بڑے کا حق ذکر کیا گیا ہے۔

شفقت، محبت، لحاظ، مروت اور اعتماد کا تعلق بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں پر کسی طرح کی زیادتی نہ کریں

چھوٹے سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جو ہم سے عمر میں چھوٹے ہیں، لہٰذا بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کے ساتھ زیادتی سے کام نہ لیں بلکہ بھرپور شفقت کا مظاہرہ کریں۔

شفقت، محبت، لحاظ، مروت اور اعتماد کا تعلق بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں پر کسی طرح کی زیادتی نہ کریں، جو منہ میں آئے سنا دیا یا جب جی چاہا مار دیا، یہ رویہ ان کے حق میں بالکل بھی درست نہیں۔

غلط فہمی:

یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ ہم چھوٹوں پر کوئی بھی زیادتی ان کے جسمانی یا ذہنی کمی کے سبب کر لیتے ہیں اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ نہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے اور نہ ہی مجھے جواب دے سکتا ہے۔

حالانکہ بچہ اپنی جسمانی کمزوری یا شعوری کمزوری کے سبب باقاعدہ بدلہ تو نہیں لیتا لیکن تجربہ شاہد ہے کہ وہ یہ سب حرکات وسکنات نوٹ کر رہا ہوتا ہے اور اپنے شعور یا لاشعور میں ان کو محفوظ بھی کر لیتا ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ وہ اپنے طور پر ان تمام امور کا بھرپور بدلہ بھی لیتا ہے۔

مثلاً اس کی چند مثالیں اس طرح ہیں کہ:

۱:... جب اس بچے کا واسطہ اپنے سے چھوٹے کے ساتھ پڑتا ہے تو وہ وہی کاروائی دہراتا ہے جو اس کے ساتھ کی گئی۔

۲:... جب وہ بڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے سے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا بلکہ معاشرے کی طویل غیر معیاری تربیت اس کے مزاج کا حصہ بن جاتی ہے۔

۳:... یہی بچے بڑے ہو کر اپنی انا اور طاقت کے استعمال کو ہی متاع کل تصور کر لیتے ہیں جس سے آئندہ آنے والی پوری نسل غلط تربیت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔

اسی لئے اس بات کا سمجھنا بہت ضروری ہے کہ بچے پر بے جا سختی اور زیادتی سے کام نہ لیا جائے ورنہ اس کے بد اثرات نسلوں تک منتقل ہو سکتے ہیں۔

درگزر کا معاملہ:

ایک اہم معاملہ بچوں کی شرارت کا ہے، ہمیں نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ ہم بچے کی ہر حرکت کو شرارت اور بدتمیزی کا نام دے دیتے ہیں اور جب تک اس نام نہاد بدتمیزی یا شرارت پر کڑاکے دار نفی کی ڈانٹ کی ندا نہیں لگاتے، بے چین رہتے ہیں۔

حالانکہ ماہرین نفسیات کے مطابق بچوں سے بہت زیادہ منفی اسلوب میں بات کرنا بھی نقصان دہ ہے۔ یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ شرارت کی تعریف یہ نہیں ہے کہ بچہ جو بھی کام

کرے اسے شرارت کہا جائے گا، بچہ ہل چل، کھیل کود، مقابلہ وغیرہ کرے گا تو وہ اس کی عمر کا طبعی تقاضہ ہے جسے بدلنے کی کوشش ایسا ہی ہے جیسے ایک بچے سے درویش اور صوفی بننے کی تمنا رکھنا جو کہ یکسر غلط ہے۔

غلطی پر تنبیہ:

لہٰذا بچہ کھیل کود کرے تو وہ غلطی نہیں ہے یہ اس کا طبعی تقاضہ لیکن اگر وہ واقعی کوئی غلط اور نامناسب کام کرے تب اسے تنبیہ ضرور کرنی چاہئے بس اس تنبیہ میں کچھ باتوں کا خیال رہے کہ اسے پہلی مرتبہ میں کبھی بھی مارا نہ جائے بلکہ مناسب الفاظ میں ڈانٹ پلائی جائے اور اسے یہ احساس دلایا جائے کہ اس پر ایک سرپرست کی بھرپور نظر ہے اور اگر آئندہ ایسا کچھ ہوا تو مزید سختی سے پیش آیا جاسکتا ہے۔

اس کے باوجود بھی وہ غلطی پر مصر رہے تو ہلکی پھلکی مار لیکن اس کے ساتھ ڈانٹ پر زیادہ زور رہے، اس کے بعد بھی اگر ایسا ہوجائے تو ذرا سخت مار جس میں چہرہ اور سر پر ہاتھ اٹھایا نہ جائے اور نہ ہی کسی آلے کا استعمال ہو اور نہ ہی وہ مار اس کے دوستوں کے سامنے ہو۔

بس خیال رہے کہ یہ مار کا عمل بلا ضرورت نہ ہو، بار بار نہ ہو، بغیر تنبیہ کے نہ ہو، اپنی طاقت اور بڑے پن کے نشے میں مست ہو کر نہ ہو ورنہ بچہ اس مار کا عادی ہو جائے گا اور ایک وقت آنے پر وہ مار کو معمولی سمجھ کر ہر برے کام کا ارتکاب نڈر ہو کر کرے گا جس میں اسے زیادہ سے زیادہ جو مار پیٹ خدشہ ہوگا وہ اپنے وسیع تجربے کی بناء پر اسے نظر انداز کرے گا اور بالآخر معاشرے کے لئے ایک ناسور ثابت ہوگا۔

اعتماد:

بچے کی نشوونما میں اعتماد کا بڑا عمل دخل ہے ہم جتنا بچے پر اعتماد کریں گے اتنا ہی اس کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا رہے گا، بچے کے نمبرات کم آئے ہوں، وہ آئندہ غلطی نہ دہرانے کا عزم کرے، شرمندہ ہو ایسے موقع پر بھرپور موقع دے کر اسے معاف کیا جائے اور اس کی صلاحیت کے موافق بھرپور اعتماد سے کام لیا جائے تو وہ چوری چھپے کوئی غلط کام نہیں کرے گا وہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرے گا کہ آپ سے اپنا ہر مسئلہ ڈسکس کرے اور یہ عمل اسے کسی بھی برے انجام سے ہمیشہ محفوظ رکھے گا۔

ٹین ایجرز (13 تا 19 عمر کے بچے) اور تربیت کی کامیابی کی علامت:

بالخصوص جو Teenagers کی عمر کے بچے ہیں، ان کے حوالے سے بھرپور توجہ دینا لازمی ہے اگر وہ اس اہم مرحلے سے گزرنے کے بعد بھی آپ سے جڑے ہوئے ہیں، آپ سے اپنی بات شیئر کرتے ہیں اور کوئی کام آپ کی اجازت اور سرپرستی کے بغیر نہیں کرتے تو اس کا مطلب تربیت کا عمل کامیابی کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے۔

بچے من کے سچے:

بچے نہایت سچے ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ معاشرے کی جھوٹی اور نفاق بھری آلودگی سے اپنی کم عمری کے باعث محفوظ رہتے ہیں، لیکن آہستہ آہستہ ہمارا عمل ان کے سامنے معاشرے کی ایک عملی تصویر پیش کرتا ہے جس کے سبب ان کی طبیعت اور فطرت سلیمہ اس مشاہدے کی عادی بن جاتی ہے اور یہی ان کو ایک صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچہ انتہائی غور و خوض سے کام لیتا ہے اور اپنے کانوں سے زیادہ اپنی آنکھوں کو زیادہ استعمال کرتا ہے، وہ دیکھ دیکھ کر سیکھتا ہے اور اسی دیکھے ہوئے کو دہراتا ہے، ہم اسے سو بار کہیں کہ پانی بیٹھ کر پیا کرو لیکن جب تک ہم خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے تب تک وہ اس فعل کو فضول سمجھتا ہے اور اسے لگتا ہے کہ یہ اتنا ہی اہم کام ہوتا تو فلاں خود ضرور کرتے۔

ہماری گفتگو، نشست برخاست، دلچسپی، رجحانات، معاملات سب ایک ڈوز کی شکل میں بچے تک منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

ہماری گفتگو، نشست برخاست، دلچسپی، رجحانات، معاملات سب ایک ڈوز کی شکل میں بچے تک منتقل ہوتے رہتے ہیں

لہٰذا تربیت کے عمل میں اس بات کا بڑا ہی دخل ہے کہ ہم خود کیا ہیں؟ ہمارے بچے کیسے ہیں یہ دوسرا سوال ہے، اس سے پہلے ہمیں پہلے سوال کی تیاری کرنا ہوگی۔

اگر ہم نے اپنے آپ پر محنت نہ کی تو ایک بہت بڑی آبادی، ایک نسل، ایک قوم تباہی کے گھاٹ اتر سکتی ہے۔☆☆

خانقاہ سراجیہ میں ایک دن

آخری قسط

مولانا محمد اشفاق یونس

قاری مفتاح الاسلام مدظلہ:

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کا ایک امتیاز یہاں رمضان المبارک کے معمولات اور قیام اللیل ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے ہی سے خانقاہ سراجیہ میں تراویح مسنون طریقہ پر اس طرح ادا کی جاتی ہے کہ ہر ترویحہ یعنی چار رکعت کے بعد اتنی ہی دیر کا وقفہ ہوتا ہے، جس میں مراقبہ اور ذکر اذکار کے لئے وقت دیا جاتا ہے، اس طرح تراویح رات بارہ ایک بجے ختم ہوتی ہے۔ روزانہ تین پارے تراویح میں پڑھے جاتے ہیں، مہینے میں تین ختم کئے جاتے ہیں۔ آخری عشرے میں تو پوری مسجد ہی معتکفین کی ہوتی ہے، مگر کچھ لوگ پورا مہینہ بھی اعتکاف کرتے ہیں۔ رمضان میں عبادت کا ایک سماں ہوتا ہے۔ رمضان المبارک اور قرآن کریم کی تلاوت کے اسی ذوق کے پیش نظر قرآن کریم کی تعلیم کے لئے انڈیا سے قاری شریف احمد صاحب کو استاذ مقرر کیا گیا، آپ کے اولین شاگردوں میں سے ایک حضرت قاری غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جنہوں نے ساری زندگی قرآن کریم کی خدمت کی، آپ کی قبر بھی خانقاہ سراجیہ میں ہے، حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت قاری غلام رسول صاحب سے فرمایا کہ آپ اپنے صاحبزادے قاری مفتاح الاسلام صاحب کو خانقاہ سراجیہ میں قرآن کریم کی تعلیم اور امامت کے لئے ہمیں دے دیجیے، انہوں نے قبول فرمایا اور تب سے قاری مفتاح الاسلام صاحب خانقاہ سراجیہ میں امام اور جامعہ عربیہ سعدیہ میں شعبۂ حفظ کے نگران ہیں، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں، عربی لہجے میں جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو سماں باندھ دیتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحیم مدظلہ:

آپ جامعہ خیر المدارس ملتان کے فارغ التحصیل اور لائق فائق مدرس ہیں، خیر المدارس کے اساتذہ اور حضرت مولانا محمد یاسین صابر رحمۃ اللہ علیہ کے قابل اعتماد شاگرد ہیں، نکتہ دان خطیب اور عظیم علمی شخصیت ہیں، میرے اساتذہ میں سے تو تدریس کے حوالے سے آپ کی مثال نہیں ملتی، آپ اپنی کتاب میں وفاق کا نصاب بمشکل ہی مکمل کرتے لیکن جو پڑھاتے تھے وہ شاگردوں کو ازبر ہو جاتا۔ فنی کتابوں پر مکمل عبور حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ رکھے، آمین!

آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مبلغ بھی ہیں، آپ کی مجلس میں چند لمحے بیٹھنے کا فائدہ بھی برسوں محسوس ہوتا رہتا ہے، طلبہ اور مدرسے کی خدمت میں آپ نے زندگی کھپا ڈالی، اپنے استاذ حضرت مولانا محمد یاسین صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اپنے آپ کو خانقاہ میں تدریس کے لئے وقف کر دیا:

اس کی امید ناز کا مجھ سے یہ مان تھا کہ آپ
عمر گزار دیجئے، عمر گزار دی گئی

استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی حسین احمد مدظلہ:

آپ بھی جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل اور حضرت مولانا محمد یاسین صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان میں جب آپ سینئر مدرس تھے، تب میں نے خود دیکھا ہے کہ تدریس کے اوقات کے علاوہ حضرت مولانا محمد یاسین صابر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں منہمک رہتے۔ خانقاہ میں آپ ہر وقت مطالعہ اور تدریس ہی میں اپنے آپ کو مشغول رکھتے ہیں، زمانۂ طالب علمی میں ہم نے دیکھا کہ استاذ محترم طلبہ سے ذاتی خدمت کم ہی لیتے تھے، درس نظامی کی تمام تر کتابوں پر بھرپور عبور حاصل ہے۔ ہم نے قرآن کریم کا جتنا ترجمہ آپ سے پڑھا، آج دہائیاں گزر گئی ہیں، کبھی نہیں بھولا۔ دیہات کے مدرسے میں سال ہا سال سے مصروفِ تدریس رہ کر خود پر بھی یہ عیاں نہیں ہونے دیتے کہ وہ کس عظیم درجے کے مدرس ہیں۔ فقہ اور افتاء میں حد درجہ کمال حاصل ہے، یہاں کے دارالافتاء کے نگران ہیں۔ جامعہ عربیہ سعدیہ کی تمام تر ترقی اور عروج میں ہمارے ان دو

اساتذہ کرام کا خون جگر شامل ہے۔

ہمارا بچپن اور خانقاہ سراجیہ:

آج ایک عرصہ بعد جب اپنے استاذ محترم حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کے ہمراہ مرکز رشد وہدایت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف آنا ہوا تو بچپن کی بہت سی یادیں تازہ ہوگئیں، حضرت قاضی صاحب نے خانقاہ سے جڑے اپنے بچپن اور ماضی کے واقعات سنائے اور میں نے اپنے۔ حضرت قاضی صاحب کے والد گرامی قاضی فیض محمد رحمۃ اللہ علیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، مجلس کے تمام امراء اور قائدین سے قریبی تعلق تھا، حضرت خواجہ صاحب سے بیعت تھے، ایک کامیاب کاروباری شخصیت تھے، خواجہ صاحب ہی کے حکم پر اپنے ایک بیٹے مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو مجلس کے لئے وقف کردیا۔ حضرت قاضی صاحب نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ جن دنوں میں پنجاب میں مجلس کا مبلغ تھا، اس زمانے میں ایک شخص مسلمان ہوا، میں اس کو لے کر خانقاہ آیا، تاکہ حضرت سے بیعت کرواؤں۔ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے مصافحہ کیا، حضرت نے دونوں ہاتھ ملائے، اپنا رخ میری طرف کیا۔ جب یہ شخص ملنے لگا تو حضرت نے اپنا رخ بھی دوسری طرف کرلیا اور دو انگلیاں اس کی طرف بڑھائیں، پھر جب نماز کے وقت میں اس شخص کو مسجد لے گیا تو مسجد کے صحن میں قاری مفتاح الاسلام صاحب کے والد محترم حضرت قاری غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، جب میں نے ان سے مصافحہ کیا تو ہاتھ ملاتے ہی مجھے کہنے لگے کہ اس مرزائی کو ساتھ لئے کیوں پھر رہے ہو؟ یہ سن کر میرے تو پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی، میں اس کو لے کر واپس آ گیا۔ اگلے دن اس شخص نے مجھے فون کرکے کہا کہ میں تو مسلمان ہوا ہی نہیں، میں ویسے ہی ڈرامہ کر رہا تھا۔ میں نے حضرت قاضی صاحب سے عرض کی کہ آج خانقاہ پہنچ کر مجھے اپنا بچپن یاد آرہا ہے، جب میں اپنی دادی اماں رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ خانقاہ شریف حاضر ہوا تھا، چھوٹا تھا اس لئے حضرت کے گھر بھی چلا جاتا۔ تب حضرت کی دوسری اہلیہ صاحبہ حیات تھیں۔ ہمارے دادا حافظ غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت تھے، پھر ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، ان کی وفات کے بعد ہمارے دادا جان نے ہمارے خاندان کو خانقاہ سراجیہ سے جوڑا، تب سے ہمارا خانقاہ آنا جانا لگا رہا، قیام بھی ہوتا، سبھی گھر والے آیا کرتے، خانقاہ کا وہ برکت والا لنگر اب تک یاد ہے۔ پتا نہیں وہ نیک خواتین زندہ بھی ہوں گی یا نہیں جو ہمیں دودھ، دہی، لسی اور مکھن دیا کرتی تھیں۔ اس زمانے میں خانقاہ سراجیہ میں شہتوت کے بڑے بڑے درخت ہوا کرتے تھے جو چھاؤں کے ساتھ پھل بھی دیا کرتے، گاؤں کے مزے ہم نے خانقاہ ہی میں دیکھے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب کے خادم خاص حکیم سلطان محمود صاحب کی شفقتیں یاد ہیں، خانقاہ کے مؤذن جناب ملک حاکم خان صاحب کی اس بار زیارت نہ ہوسکی، ایک لکی مروت کے بابا نواز خان مرحوم ہوا کرتے تھے، اور خانقاہ کے جرنیل خلیفہ حاجی رشید صاحب بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ خانقاہ کا سب سے خوبصورت اور ہنستا مسکراتا چہرہ صاحبزادہ محمد حامد سراج بھی منوں مٹی تلے جا سوئے، صاحبزادہ محمد زاہد اور ان کی اہلیہ اور ملک نعیم صاحب وغیرہ، یہ سب مزارات کے احاطے میں ایسی قبریں تھیں جن پر پہلی بار آنا ہوا اور اب تو سنا ہے کہ صاحبزادہ رشید احمد نے بھی اسی حویلی میں ٹھکانہ جا بنایا ہے۔

خانقاہ سراجیہ کے کچھ امتیازات:

۱:... خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں تصوف کے اسباق باقاعدہ طور پر سبقاً پڑھائے جاتے ہیں، مکتوبات شریف کا باقاعدہ درس ہوتا ہے۔ ہمارے بچپن کے زمانے میں استاذ محترم حضرت مولانا انیس الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ آج کل خانقاہ کے استاد اور دارالافتاء کے مفتی حضرت مولانا محمد عارف صاحب مدظلہ یہ درس دیا کرتے ہیں۔

۲:... خانقاہ کی ایک خصوصیت جو کہ نمایاں

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کا ارشاد ہے:

’’خدام مجلس کی دعوت وداعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق وعقیدت ہے، اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔‘‘

(تحفۂ قادیانیت، جلد:۱،ص:238،طباعت:2010ء)

حیثیت کی حامل ہے، وہ یہ کہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۶ء سے ۲۰۱۰ء تک خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین رہے، آپ نہ تو زیادہ بیانات کیا کرتے اور نہ ہی آپ کی تصنیفات و تالیفات کا کوئی وسیع سلسلہ رہا۔ مگر آپ کی نگاہ اور خاموش مجلس نے وہ اثر دکھایا کہ خطباء کے بیانات اور مواعظ بھی وہ اثر نہ رکھتے۔ لاکھوں لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ میں نے مجلس میں حضرت خواجہ صاحب سے خود سنا جب آپ مولانا عزت علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ہم کلام تھے، آپ نے فرمایا کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کا کوئی سالانہ جلسہ ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، کہا تقریر کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، پھر کہا عرس کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ پھر آپ کی پیری مریدی کس طرح چل رہی ہے؟

خانقاہ کی مسجد میں ہی میں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما استاد محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ایک قادیانی کہنے لگا کہ آپ کی جماعت کے پہلے امیر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی پیدائش سے پانچ سو سال پہلے تک اور نہ ہی آج تک کوئی ان جیسا خطیب دنیا نے دیکھا۔ پھر دوسرے امیر حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی صاحب تھے جنہیں خطیب پاکستان کہا جاتا تھا، پھر تیسرے امیر مولانا محمد علی جالندھری بنے، جو کہ بڑے خطیب اور جہاندیدہ تھے، ان کے بعد مولانا لال حسین اختر جماعت کے امیر بنے، جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ قادیانی زہر کا پیالہ پی لے گا مگر ان سے مناظرہ نہیں کرے گا۔ ان کے بعد مولانا محمد یوسف بنوری جماعت کے امیر مقرر ہوئے جو کہ ایک بڑے مذہبی رہنما تھے۔ مگر جب سے یہ مولانا خواجہ خان محمد آپ کی جماعت کے رہنما بنے ہیں۔ یہ نہ تو کوئی بڑے خطیب ہیں اور نہ ہی مناظر، مگر یہ تسبیح کا ایک دانہ پڑھتے ہیں اور ہمارا کوئی ایک نقصان ہو جاتا ہے۔ استاد محترم نے فرمایا کہ میں نے کہا ہمارے حضرت خواجہ صاحب کے پاس تو تسبیح بھی نہیں ہوتی۔ جس دن انہوں نے تسبیح اٹھالی، پتہ نہیں آپ لوگوں کا کیا بنے گا۔

خانقاہ سراجیہ کا مکمّل خاموشی کے ساتھ دھیرے دھیرے دل بدل دینے کا اصلاحی طریقہ حضرت اعلیٰ مولانا ابوسعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے اب تک جاری وساری ہے۔

۳:... خانقاہ سراجیہ کی ایک خاصیت اس کی جامعیت ہے۔ تبلیغ سے لے کر سیاست تک، مدارس سے لے کر مختلف جماعتوں کے قائدین تک۔ سبھی خانقاہ سراجیہ سے وابستہ رہے اور ہیں۔ خانقاہ سراجیہ کا دست شفقت ہمیشہ کشادہ رہا۔ حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں پنجاب کا کوئی بڑا جلسہ حضرت خواجہ صاحب کے نام کے بغیر نہ ہوتا۔ ہر دینی ادارہ اور جماعت خانقاہ سراجیہ کی سرپرستی اپنے لئے اعزاز سمجھتی۔ اب بھی الحمدللہ عوام وخواص کے اندر خانقاہ کی محبوبیت کا یہی عالم ہے۔

۴:... خانقاہ سراجیہ کی ایک خوبی ایک صدی سے اس کا خط اعتدال پر ہی قائم رہنا ہے۔ متعدد ادوار آئے، پنجاب کی فضا مختلف ادوار میں مدوجزر کا شکار رہی۔ مگر الحمدللہ خانقاہ سراجیہ ایک صدی سے اپنے مخصوص انداز میں عوام الناس میں اعتدال کے طریقے سے دین کی ترویج کرتی چلی آ رہی ہے۔

۵:... خانقاہ سراجیہ کا ایک وصف امتیاز اس کا سیاسی شعور ہے۔ حضرت اعلیٰ مولانا ابوسعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے لے کر اب تک اگر ہم خانقاہ سراجیہ کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہر دور میں خانقاہ کا سیاسی شعور ہمیں حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ جب ضیاء الحق نے آئین کو معطل کرتے ہوئے ملک میں مارشل لاء لگا دیا اور مذہب کا نعرہ بھی لگایا تو اس وقت اکثر سیاسی اور مذہبی شخصیات جنرل ضیاء الحق کی صف میں شامل ہوگئیں۔ ایسے وقت میں بھی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آمریت کا ساتھ نہ دینے والی چند شخصیات میں شامل تھے۔ ضیاء الحق

تحفظ ختم نبوت پروگرام، پتوکی

پتوکی...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یونٹ قصبہ روڈ جامع مسجد علی المرتضیٰ پتوکی میں ۱۴ نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء تحفظ ختم نبوت پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز قاری محمد شعیب آف لاہور کی تلاوت سے ہوا۔ نعت خواں حضرات مولانا آصف رشیدی، رانا محمد عثمان اور مولانا عبدالقادر جیلانی تونسہ شریف نے محفل کو گرمایا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا محمد عبداللہ شاہ لاہور، مولانا قادر صدیق آف جہلم کے بیانات ہوئے۔ مولانا عبداللہ پیر مسعود قادری اور قاری عبداللہ رحیمی نے اس پروگرام کے لئے بھرپور محنت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

صاحب ملاقات کے پیغامات بھی بھیجتے رہے۔مگر حضرت خواجہ صاحب اس پورے دور میں کبھی بھی آمریت کوتسلیم کرنے والوں کی صف میں شامل نہ ہوئے۔حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کو متحد ومنظّم رکھنے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔

اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور خانقاہ سراجیہ کوعسکریت پسندی کے اثرات سے بھی محفوظ رکھا۔ماضی قریب میں پاکستان کے جن جن علاقوں میں شدت پسندی کے اثرات رہے، آج وہاں کےعوام اور مذہبی طبقے کا سیاسی شعور نہ ہونے کے برابر ہے جو خانقاہ سراجیہ ضلع میانوالی میں ہے۔میانوالی کا ماحول بھی مجھے کچھ زیادہ معتدل نہیں دکھائی دیتا۔مگر اس سب کچھ کے باوجود خانقاہ سراجیہ اپنے سیاسی وسماجی شعور کے حوالے سےہمیں ایک نمایاں مقام پرنظر آتی ہے.

حضرت خواجہ صاحبؒ نے سیاسیات میں کوئی پی ایچ ڈی بھی نہیں کررکھی تھی اور نہ ہی عصری تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں وقت گزارا، اس کے باوجود آپ کی سیاسی بصیرت حیرت انگیز ہے۔

۶:... خانقاہ سراجیہ کراچی یا لاہور جیسے کسی بڑے شہر میں نہیں ہے، بلکہ پنجاب کے دور دراز دیہات میں ہے، جہاں تک جانے کے لئے کہیں سے بھی ڈائریکٹ گاڑی نہیں ملتی۔مگر حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں نفاست اور تہذیب اس قدر تھی کہ بڑے شہروں کے لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں. یہ بات حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے اب تک ہے. حضرت خواجہ صاحب کی اولاد اور خانقاہ سراجیہ میں اس تہذیب کی جھلک نظر آتی ہے۔

خانقاہ پاک سے واپسی:

رات بارہ بجے کے بعد جب ہم خانقاہ پہنچے تو نئے اور عالیشان مہمان خانوں میں ہمارے لئے خواب گاہیں تیار تھیں،صبح جلد واپسی کی بھی اطلاع حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد مدظلہ کو کردی تھی، اس لئے حضرت نمازِ فجر کے متصل بعد زیارت کروانے کے لئے مہمان خانے تشریف لے آئے۔حضرت قلندرانہ مزاج اور ظرافت طبع کی حامل شخصیت ہیں،اپنے علم وعمل کو چھپا کر رکھتے ہیں،اس لئے حضرت کے ساتھ نشست بندہ چاہتا ہے کہ ختم ہی نہ ہو۔حضرت کے گھر سے پُر تکلف ناشتہ آیا۔ ہمارا واپسی کا پروگرام تھوڑا مؤخر ہوا تو اس کا فائدہ یہ ہوا کہ باری باری صاحبزادہ سعید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد بھی زیارت کروانے تشریف لے آئے اور ہر دو حضرات گرامی کے ساتھ بھی گفت وشنید کی طویل مجلس چلی، پھر مدرسہ دیکھا، قاری مفتاح الاسلام صاحب، مفتی محمد عارف اور حضرت استاذ محترم مولانا عبد الرحیم مدظلہم سے ان کی درس گاہوں میں ملاقات کی۔

استاذ جی حضرت مولانا عبدالرحیم مدظلہ کے ساتھ چائے کا دور چلا، مولانا محمد عثمان حیدری نے لائبریری دکھائی۔افسوس کہ حضرت قبلہ مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ علالت اور آپریشن کے باعث اسلام آباد میں تھے اور ہسپتال میں داخل تھے،اس لئے اس سفر میں حضرت کی زیارت اور ملاقات نہ ہوسکی۔اس افسوس کے ساتھ اور اس امید کو لے کر ہم خانقاہ سراجیہ سے سرگودھا کی طرف عازم سفر ہوئے کہ ان شاءاللہ پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت اور جملہ صاحبزادگان کو صحت وسلامتی اور عافیت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خانقاہ سراجیہ کا فیض تاقیامت جاری وساری رکھے،آمین ثم آمین! ☆☆

عقیدہ ختم نبوت دین کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، قاری محمد اقبال، مولانا سید جنید بخاری نے لاہور کی مختلف مساجد میں جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ نے ہمیشہ اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا ہے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا ہے، جن میں سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین قرآن کریم کے حافظ تھے اور ستر بدری صحابہ کرامؓ بھی ان شہدائے ختم نبوت میں شامل تھے۔انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ اور منتخب لوگوں سے اپنے محبوب کی ختم نبوت کے تحفظ کا کام لیتا ہے۔انہوں نے کہا کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف ہر سازش کا مقابلہ کیا جائے گا۔علماء کرام نے کہا کہ اسلام وملک دشمن قوتوں اور ان کے آلۂ کاروں کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ آئین کی اسلامی دفعات اور تحفظ ناموس رسالت کے ایکٹ کے خلاف اپنی مہم جوئی بند کریں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

صوبہ سندھ کا تیرہ روزہ تبلیغی دورہ:
صوبہ سندھ کے تیرہ روزہ دورہ کا آغاز پنوعاقل دفتر میں حاضری سے ہوا۔ ایک جماعتی بزرگ حاجی محمد حسن جتوئی نے ۱۲ مرلے (تین ویسہ) کا پلاٹ دفتر کی تعمیر کے لئے وقف کیا، جو مسجد سے متصل ہے۔ یعنی مسجد کا محراب دفتر کی طرف ہے اور مین روڈ کے قریب ہے۔ چنانچہ جماعتی رفقاء حافظ عبدالغفار شیخ، قاری عبدالقادر چاچڑ، غلام شبیر شیخ، جناب محمد زمان انڈھڑ، محمد ایاز شیخ اور حاجی نیک محمد کی مساعی جمیلہ اور ڈویژنل مبلغ مولانا محمد حسین ناصر کی مساعی جمیلہ سے دفتر کے کمروں کی چھتیں پڑ چکی ہیں۔ نیز پلستر بھی مکمل ہوگئے۔ دفتر میں ایک ہال کمرہ (میٹنگ روم) ۲۸x۱۸ چار کمرے ۱۲x۱۲ ایک کمرہ ۱۵x۱۰ قریب التکمیل ہیں۔ دروازے، ونڈوز لگنے باقی ہیں۔ اللہ پاک جلداز جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں اوراسے آباد وشاداب فرمائیں۔

سانگی میں جلسہ: پنوعاقل کے قریب ایک علاقہ سانگی ہے۔ جہاں ۱۸رنومبر مغرب کی نماز کے بعد جلسہ ہوا۔ جس سے مولانا مفتی ذبیح اللہ جتوئی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد حامد عباسی، حافظ عبدالغفار شیخ، جناب نعمت اللہ شیخ، مولانا حامد علی عباسی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جناب غلام مرتضیٰ، محمد عمران نے بھرپور محنت سے محمدی مسجد کی انتظامیہ کے تعاون سے جلسہ منعقد ہوا۔

جامعہ اسلامیہ حمادیہ: شہباز کالونی خیرپور میرس شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سائیں میر محمد میرک مدظلہ کے اہتمام سے چل رہا ہے۔ مدرسہ کا اہتمام ۱۹۹۱ء میں جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر حضرت اقدس سائیں عبدالصمد ہالیجوی مدظلہ اور جمعیت کے زعماء نے سائیں کے سپرد کیا۔ مدرسہ میں درجہ کتب میں ۴۰ طلبہ، درجہ قرآن پاک میں ۵۰ طلبہ ۸ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کررہے ہیں۔

خطبہ جمعہ، جامع مسجد صدیق اکبر خیرپور میرس: خیرپور میرس کو میرس اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ میں سالہا سال میروں کی حکومت رہی۔ خیرپور میرس کی سب سے بڑی اور جامع مسجد کا نام جامع مسجد صدیق اکبر ہے۔ خیرپور ضلع کے مبلغ مولانا تجمل حسین سلمہ ہیں۔ موصوف خیرپور میرس، نوشہرو فیروز، نواب شاہ اضلاع میں دعوت و تبلیغ کا کام کررہے ہیں۔ موصوف سرائیکی، اردو، سندھی زبانوں میں تقریر پر قدرت رکھتے ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ سے جمعۃ المبارک کے خطبہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

جمعہ کے بیانات: ۱۹رنومبر بیان جمعہ راقم کا خیرپور میرس کی مرکزی جامع مسجد صدیق اکبر میں ہوا اور مولانا تجمل حسین کا مدرسہ جامعہ اسلامیہ حمادیہ کی جامع مسجد میں بیان ہوا۔ مدرسہ جامعہ اسلامیہ حمادیہ خیرپور میرس حضرت مولانا سائیں میر محمد میرک صاحب کے اہتمام میں اور مولانا کے فرزند مولانا ماجد صاحب کی نظامت میں ہے، مدرسہ میں حفظ وکتب کی تعلیم جاری ہے۔

مدرسہ عطاء العلوم ریڑھی میں جلسہ:
۱۹رنومبر مغرب کی نماز کے بعد پروگرام منعقد ہوا، جس کی صدارت مدرسہ کے مہتمم مولانا قمرالدین مدظلہ اور نگرانی مولانا سیّد احمد شاہ نے کی۔ مولانا تجمل حسین سلمہ کا تفصیلی بیان ہوا۔ موصوف نے سامعین کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا اور سبق کے انداز میں بیان کیا اور چھوٹے طالب علموں سے امتحان بھی لیا۔ امتحان میں صحیح جواب دینے والے بچوں کو پچاس پچاس روپے انعام بھی دیا، آخر میں راقم الحروف کا بیان ہوا۔

مدرسہ عطاء العلوم کی بنیاد ۱۹۶۲ء میں مولانا امیر علی پنور نے رکھی۔ ۱۹۹۹ء تک اس کی آبیاری میں مصروف رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا محکم الدین مہتمم رہے۔ اب مولانا قمرالدین مہتمم اور مولانا سیّد احمد شاہ کے انتظام سے تعمیر وتکمیل کے مراحل طے کررہا ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ بنین میں ۲۵۵ اور بنات ۱۷۵ طالبات ۱۴ اساتذۂ کرام اور بنات میں معلمات اساتذہ سمیت ۲۴ افراد پر مشتمل عملہ مصروف خدمت ہے۔ مدرسہ کی صاف ستھری اور خوبصورت عمارت ہے اور صفائی کا نظم بھی بہت عمدہ ہے۔ دیہاتی ماحول میں خوبصورت ادارہ ہے۔

گمبٹ دفتر میں: گمبٹ خیرپور میرس کی

تحصیل ہے۔مجلس کسی زمانہ میں گمبٹ میں بہت فعال تھی۔اپنا دفتر اور مسجد ومدرسہ تعمیر کرایا۔رات کا قیام وآرام دفتر میں رہا اور صبح کی نماز کے بعد اپنی مسجد میں درس ہوا۔

مدرسہ ارشاد العلوم میرک: یہ مدرسہ ۱۹۶۵ء میں مولانا محمد صدیقؒ نے شروع کیا۔ان کی وفات کے بعد ان کے داماد مولانا میر محمد میرک مدظلہ نے مدرسہ کی شہرت کو چار چاند لگائے۔مولانا اس علاقہ کے استاذ الکل ہیں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبہ سندھ کے سرپرستوں میں سے ہیں۔ہمارے خیر پور میرس،نوشہرو فیروز اور نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین سلمہ کی بھرپور سرپرستی فرماتے ہیں۔۲۰ر نومبر ظہر سے عصر تک مدرسہ میں تربیتی نشست منعقد ہوئی،جس سے مولانا تجمل حسین کا سندھی زبان اور راقم کا اردو زبان میں بیان ہوا۔جس میں دوسو کے قریب حضرات،علماء کرام اور طلبہ نے شرکت کی۔مدرسہ میں اسی نوے طلبہ زیر تعلیم ہیں۔دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔مولانا میر محمد ہفتہ میں پانچ روز خیر پور میرس والے مدرسہ میں اور دو روز ''میرک'' والے مدرسہ میں وقت عنایت فرماتے ہیں۔صوبہ سندھ میں ہندو مذہب کے لوگ کثرت سے آباد ہیں۔سائیں میر محمد مدظلہ ہندو سے اسلام قبول کرنے والوں کی سرپرستی فرماتے ہیں اور ان کی آبادی وشادابی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔اللہ پاک حضرت والا کا سایہ تادیر سلامت رکھیں۔

جامع مسجد بلال ہنگورجہ میں جلسہ: جامع مسجد بلال میں ۲۰ر نومبر مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا۔مولانا تجمل حسین،محمد اسماعیل اور مولانا محمد قاسم ہنجراہ کے بیانات ہوئے۔ہنگورجہ تحصیل صوبو ڈیرو ضلع خیر پور میرس میں واقع ہے۔جلسہ میں دسیوں افراد شریک ہوئے۔جلسہ سے فارغ ہوکر رات کا آرام جامعہ مدینۃ العلوم محراب پور میں کیا۔

جامعہ مدینۃ العلوم محراب پور: جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۹۸۰ء میں رکھا گیا۔جامعہ سے سینکڑوں طلبہ اور طالبات نے سند فراغت حاصل کی۔جامعہ میں ۲۲ اساتذہ اور معلمات کی نگرانی میں ۲۸۵ طلبہ اور بنات تعلیم وتعلم کے مراحل طے کررہے ہیں۔مولانا عبدالصمد مدظلہ فقیر منش انسان ہیں،جو مدرسہ کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔۲۱ر نومبر صبح کی نماز کے بعد مولانا تجمل حسین نے سندھی زبان میں طلبہ اور نمازیوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔حاجی بشیر احمد کمبوہؒ مدرسہ کے بانیوں میں سے تھے۔

محمدی مسجد محراب پور میں دو روزہ کورس: محمدی مسجد محراب پور کی منتظمہ کی خواہش تھی کہ ان کے ہاں ختم نبوت کورس رکھا جائے۔چنانچہ ۲۱،۲۲ر نومبر ۲۰۲۱ء کو دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس رکھا گیا۔محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع ونزول پر بیان کیا۔راقم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع و نزول کے متعلق قادیانیوں کے اشکالات اور ان کے جوابات بیان کئے اور بتلایا کہ قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتے ہیں اور دلیل کے طور پر وہ آیات اور احادیث پیش کرتے ہیں۔جن میں مطلقاً موت کا ذکر ہوا۔راقم نے بتلایا کہ اگر دعویٰ خاص ہو تو دلیل بھی خاص ہونی چاہئے۔دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور استدلال میں:''کل نفس ذائقۃ الموت، کل من علیہا فان، منہا خلقنا کم وفیہا نعید کم ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ''ان آیات میں مطلقاً موت وفنا کا ذکر ہے،جبکہ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق امت مسلمہ کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب نازل ہوکر چالیس سال زندہ رہ کر موت کا ذائقہ چکھیں گے۔عشاء کے بعد مولانا قاضی احسان احمد کا فاضلانہ بیان ہوا۔آخر میں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔۲۲ر نومبر کو بھی مولانا قاضی احسان احمد نے لیکچر دیا جو مغرب سے عشاء تک رہا۔

دارالعلوم محمدیہ محراب پور: دارالعلوم کے بانی مولانا قاری اسلام الدینؒ تھے جو ایک عرصہ تک مدینۃ العلوم میں استاذ رہے۔۲۰۰۴ء میں جامعہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔موصوف محنتی استاذ تھے۔سینکڑوں حفاظ وقراء نے ان سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔قرآن پاک تجوید وقرأت کے ساتھ حفظ کیا۔۲۴ر جنوری ۲۰۱۳ء کو انتقال فرمایا۔موصوف ختم نبوت پر والا وشیدا تھے۔جہاں بھی رہے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا شاکر محمود مہتمم بنائے گئے۔دوسرے فرزند ارجمند مولانا خالد محمود ناظم اعلیٰ، تیسرے مولانا محمد احمد صاحب اور سب سے بڑے قاری محمد اشرف صاحب،تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔جامعہ میں حفظ کی پانچ کلاسیں درجہ کتب میں نو اساتذہ کرام تعلیم وتربیت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔موقوف علیہ تک درجات میں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔مولانا قاضی احسان احمد کی سرکردگی میں ۲۲ر نومبر کو

تھوڑی کے لئے حاضری ہوئی۔

مولانا محمد ادریس سومرو مدظلہ: مولانا موصوف سندھ کے معروف عالم دین ہیں۔ ذاتی لائبریری ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہے۔ کنڈیارو سندھ میں جامعہ انوارالعلوم کے نام سے دینی ادارہ چلا رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے ہیں۔ ان کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضری ہوئی اور ان سے دعائیں لیں۔

کنڈیارو میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس: ۲۲؍نومبر مغرب کی نماز کے بعد سے رات گئے تک جامع مسجد مدرسہ انوارالعلوم میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھرپارکر کے مبلغ مولانا محمد حنیف سیّال کا بیان ہوا۔

بعدازاں مولانا کلیم اللہ ہالیجوی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد قاسم سومرو، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ پیر شریف، مولانا صبغت اللہ جوگی اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ نعت حاجی امداداللہ پھلپوٹو، جناب اسداللہ چانڈیو نے پیش کی۔ مہمانانِ خصوصی کی میزبانی کا شرف برادر محمد عمران نے حاصل کیا، جبکہ عمومی مہمانانِ کے خورونوش کا انتظام مدرسہ میں کیا گیا۔ آخری خطاب سندھ کے معروف خطیب مولانا صبغت اللہ جوگی مدظلہ کا ہوا۔ مدرسہ مخزن العلوم پُھل میں ظہر سے عصر تک پروگرام ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا تجمل حسین اور راقم کے بیانات ہوئے۔

گوٹھ کہکاٹھ دریا خان مری: میں ۲۳؍نومبر عشاء کی نماز کے بعد مدرسہ فاروقیہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مقامی علماء کرام کے علاوہ مولانا تجمل حسین، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ رات گئے تک پروگرام جاری رہا۔ آخری خطاب مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا۔ مدرسہ انوارالہدیٰ گوٹھ چاناری نزد دریا خان مری میں عشاء سے قبل حاضری ہوئی۔ مدرسہ کے بانی مولانا قاری محمد حسن مدظلہ ہیں، جوانی میں بہت ہی باہمت تھے۔ قریبی گوٹھوں (بستیوں) میں قادیانیوں نے شرارتیں شروع کیں تو قاری صاحب خم ٹھونک کر میدان میں آئے۔ ان کی ناجائز عبادت گاہ سے محراب و مینار گروائے۔ موصوف نے ۱۹۹۲ء میں مدرسہ انوارالہدیٰ کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ حفظ و ناظرہ کی معیاری درسگاہ ہے۔ ۱۲۰ بچوں نے حفظ کیا، جبکہ ۲۵۰ بچوں نے قرآن پاک ناظرہ پڑھا۔

مدرسہ ختم نبوت میں حاضری: دریا خان مری کے قریب ایک بندہ خدا نے قطعہ اراضی وقف کیا۔ قاری نیاز احمد خاصخیلی کی نگرانی میں تعمیر کا سلسلہ شروع ہے۔ تعمیرات چھت تک پہنچ چکی ہیں۔ چھت کی تعمیر کے بعد یہ مدرسہ علاقہ کے لئے قادیانیوں کے تعاقب کا مرکز ثابت ہوگا، ان شاء اللہ! رات کا قیام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز نواب شاہ میں رہا۔

جامعہ عثمانیہ نواب شاہ: ۲۴؍نومبر ۱۱ بجے صبح جامعہ عثمانیہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ سے ”عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اہل علم کی ذمہ داری“ کے عنوان پر بیان ہوا۔ جامعہ کے بانی مولانا عبدالخالق ہیں۔ ۵؍مئی ۲۰۰۱ء میں جامعہ کی بنیاد رکھی۔ درجۂ کتب کی تعلیم و تدریس کے لئے ۶ اساتذہ کرام اور درجہ قرآن پاک میں تین اساتذہ کرام تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بنات کے شعبہ میں ۷۰ بچیاں زیر تعلیم ہیں۔

قاری امجد مدنی کی بیٹی کے نکاح میں شرکت: جامع مسجد کبیر کے بانی مولانا دوست محمدؒ فاضل دارالعلوم دیوبند تھے۔ موصوف اہل حق کی تحریکوں کے پشتیبان تھے اور جامع مسجد کبیر دینی تحریکوں کا مرکز، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند مولانا قاری اسجد مدنی نے جامع مسجد کبیر کی امامت وخطابت کو سنبھال لیا۔ ان کے بعد مولانا قاری امجد مدنی سلمہ نے امامت و خطابت کے فرائض کو سنبھالا۔ یہ خاندان ختم نبوت تحریک کا پشتیبان خاندان ہے۔ موخرالذکر کی بیٹی کا نکاح ہونا تھا کہ انہیں راقم کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے ایک دن پہلے ۲۴؍نومبر تقریب نکاح کا انعقاد کیا۔ راقم نے نکاح کے عنوان پر مختصر بیان کیا۔ قاری امجد مدنی سلمہ کی بیٹی کے نکاح اور ایجاب وقبول کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہاں تک مولانا تجمل حسین کے پروگرام تھے، آگے مولانا مختار احمد کے حلقہ کے پروگراموں کی تفصیل ہے:

جامع مسجد صدیق اکبر کھپرو: نواب شاہ سے سفر کر کے کھپرو پہنچے جو نواب شاہ سے تقریباً ایک سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں ۲۴؍نومبر عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جامع مسجد مرکزی قیام پاکستان سے پہلے تعمیر ہوئی۔ مولانا محمد ادریسؒ فاضل دیوبند مانسہرہ والے ۲۲ سال تک امام و خطیب رہے۔ ان کی وفات کے بعد ائمہ وخطباء کا آنا جانا لگا رہا۔ تاآنکہ امام اہلسنت مناظر اسلام علامہ عبدالستار تونسویؒ کے ماموں زاد مولانا رحمت

اللہ نے علاقہ میں بھرپور محنت کی اور مسجد کو اہل حق کا مرکز بنادیا۔ موصوف ۱۹۹۰ء سانگی پنوعاقل ایک ریل کے حادثہ میں شہید ہوئے۔ ۲۰۱۸ء سے مولانا وزیر علی تونسوی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

لون کھاں میں جلسہ: مدرسہ فیض القرآن لون کھاں ضلع سانگھڑ میں ظہر کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ اس ادارہ کے مہتمم حاجی خان کمہار اور مولانا جامِ خان کمہار نظم چلا رہے ہیں۔ حفظ کی تکمیل کرنے والے بچوں کی دستار بندی کی گئی۔

دولت لغاری میرپور خاص میں جلسہ: دولت لغاری میرپور خاص سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں لغاری قوم کی اکثریت ہے، جن میں کئی ایک گھرانے قادیانیوں کے بھی ہیں۔ جہاں ایک عرصہ تک قادیانی اور مسلمان گھل مل کر رہتے تھے۔ مبلغین ختم نبوت کے بیانات سے قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ شروع ہوا تو کچھ گھرانے دولت لغاری چھوڑ کر چناب نگر منتقل ہوگئے، پھر ان کی آپس میں رشتہ داریاں شروع ہوگئیں تو ان حالات میں ضرورت محسوس ہوئی کہ مسلمانانِ علاقہ کو قادیانیت کے کفریہ عقائد اور انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظام کی شان میں گستاخانہ کلمات سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ ۲۶؍نومبر کو عشاء کے بعد دولت لغاری میں جلسہ منعقد ہوا، جس سے مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے اور قادیانیوں سے ان کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد اور مسلمانوں سے متعلق ان کے نظریات کی وجہ سے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا گیا، سامعین نے ہاتھ اٹھا کر ارادہ کیا۔ ۲۷؍نومبر صبح کی

افتتاح بابِ ختم نبوت مرغزار سوسائٹی، لاہور

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وانتظامیہ مرغزار سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس بسلسلہ افتتاح باب ختم نبوت ٹینکی والا پارک مرغزار سوسائٹی لاہور میں شیخ الحدیث مولانا محبّ النبی اور صدر مرغزار سوسائٹی چوہدری محمد شہزاد چیمہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، معروف دانشور اوریا مقبول جان، معروف اینکر جسٹس ریٹائرڈ نذیر احمد غازی، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے مرکزی رہنما سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن، سیکریٹری جنرل مجلس لاہور مولانا علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا شبیر احمد، مولانا محمد قاسم، مولانا عبدالشکور یوسف، حاجی محمد شفیق، مولانا محبوب الحسن طاہر، مفتی نظام الدین اشرفی، جماعت اسلامی کے رہنما میاں مقصود احمد، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر میاں محمد رضوان نفیس، سہیل انور رانا، ایم پی اے ندیم بارا، چوہدری محمد صدیق، سید احسان گیلانی، آغا قمر رضوان، ریاض احمد چنڑ، قاری محمد شفیق، حاجی محمد شفیق، قاری اکمل الحسن سمیت کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے طبقات نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جذبہ صدیقی سے سرشار ہوکر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ قادیانی اور ان کے پشتیبان ۱۹۷۳ء کے دستور کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں ہر مسلمان کو ان سازشوں پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ قوم اور حکمرانوں کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لئے یہود وہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اندرون ملک وبیرون ممالک کی کئی عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کردی ہے قادیانیت اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے، قادیانی فتنے کا خاتمہ قریب ہے، ایک وقت آئے گا کہ تلاش کرنے کے باوجود اس دھرتی پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ نذیر غازی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع دراصل اسلام کا فاع ہے، قادیانی جہاں بھی جائیں گے ان کا مقابلہ دلائل اور براہین سے کیا جائے گا۔ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہر وقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں۔ میاں مقصود احمد نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صہیونی قوتوں کے مفادات کے لئے پیدا کیا گیا ہے، قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت وملت اسلامیہ کے لئے ناسور اور اسلام وایمان کے لئے زہر قاتل ہے، مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ شہدائے ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے۔ جمعیت علماء اسلام نے ہمیشہ اسمبلی کے اندر اور باہر تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا دفاع کیا ہے۔ مولانا محبوب الحسن طاہر نے کہا کہ قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے اپنے کفر وارتداد کو اسلام بنا کر پیش کر رہا ہے۔ چوہدری شہزاد چیمہ نے کہا کہ قایانیوں کو احمدی ہرگز نہیں کہنا چاہئے کیونکہ احمد ہمارے نبی کا نام ہے لہٰذا ہم مسلمان احمدی ہیں، قادیانی صرف ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ اہل بیت، صحابہ کرامؓ کے بھی گستاخ ہیں، اس فتنے سے امت مسلمہ کو بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ علماء کرام نے مرغزار سوسائٹی کے صدر چوہدری شہزاد چیمہ اور اہلیان مرغزار کو باب ختم نبوت نام رکھنے پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کا یہ مبارک عمل کل قیامت والے دن شفاعت نبوی کا ذریعہ بھی بنے گا۔

نماز کے بعد مرکز ختم نبوت سے متصل مسجد میں راقم کا بیان ہوا۔

بخاری مسجد کنری میں خطبۂ جمعہ: بخاری مسجد کا نظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چلا رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ قادیانیوں کی دہشت کی وجہ سے یہاں جلسہ و بیان ناممکن تھا۔ چنانچہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کی معیت میں تشریف لائے، خود جلسہ کا انتظام کیا، یعنی ساؤنڈ اور شامیانے خود لگوائے۔ ڈی ایس پی کو معلوم ہوا تو اس نے آکر ایک آدمی سے کہا کہ یہ جلسہ کون کرا رہا ہے؟ اس نے مولانا جالندھریؒ کی طرف اشارہ کیا۔ ڈی ایس پی نے اس آدمی کو کہا کہ ان بزرگوں کو بلا کر لاؤ، چنانچہ اس آدمی نے مولانا سے کہا کہ تمہیں ڈی ایس پی صاحب بلا رہے ہیں۔ فرمایا کہ آپ ڈی ایس پی کو کہیں کہ یہ جلسہ میں خود کرا رہا ہوں اور مولانا نے مائک پر آکر کہا کہ حضرات ایک وائرس پنجاب سے آکر یہاں پھیل رہا ہے۔ میں پنجاب سے جراثیم کش ادویات لے کر آیا ہوں اور بیان شروع فرمادیا، جو تقریباً پونے دو گھنٹے جاری رہ کر اختتام کو پہنچا تو ڈی ایس پی مولانا کو ملا اور کہا کہ آپ نے بروقت علاج کیا۔ واقعتاً یہ جراثیم اس علاقہ میں سرائیت کر چکے تھے۔ الحمدللہ! آج اس علاقہ میں مجلس کا ملکیتی دفتر اور مسجد ہے۔

خلیفہ عبدالمالک قریشیؒ: ہمارے حضرت فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ نے ان کی تشکیل کنری سندھ میں کی۔ اس دوران موصوف کو حضرت اقدس مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضرت دین پوریؒ نے فرمایا کہ آپ قادری راشدی اذکار سیکھ لیں تو موصوف دین پور شریف تشریف لے گئے دو تین روز رہنے کے بعد واپس تشریف لے گئے، پھر حضرت دین پوریؒ کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو کہا تھا کہ قادری اذکار سیکھ لیں تو موصوف نے جواب میں کہا کہ میاں عبدالہادیؒ صاحب اور میں تو برابر ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میاں عبدالہادیؒ اور آپ برابر ہیں مگر احمد علیؒ (لاہوری) اور آپ تو برابر نہیں تو خلیفہ صاحب شیرانوالہ گیٹ لاہور تشریف لے گئے اور قادری راشدی اذکار سیکھے۔ جب کنری آئے تو چونکہ آپ بنیادی طور پر نقشبندی تھے۔ نقشبندی ذکر خفی کرتے ہیں، آپ نے نقشبندی طریق کے مطابق ذکر و مراقبہ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جب آپ نقشبندی طرز پر مراقبہ کرتے تو قادیانی اور دوسرے لوگ شور مچاتے تا کہ آپ کا ذکر و مراقبہ نہ ہو اور ناکام ہوکر واپس چلے جائیں تو آپ کو خیال آیا کہ حضرت دین پوریؒ نے اسی وجہ سے قادری راشدی اذکار سیکھنے کا فرمایا تھا، تو آپ نے ذکر بالجہر شروع فرمایا تو مخالفین ناکام و نامراد اور خائب و خاسر ہوئے۔

ایک مجلس میں خواتین میں قادیانی مربی کی بیوی بھی آگئی آپ کا بیان سن کر جب گھر گئی تو اس نے اپنے شوہر کو جو قادیانی مربی تھا کہا کہ تیرا اور میرا نکاح ہی نہیں، مربی نے کہا کہ بچے بغیر نکاح کے جنے تو اس نے حضرت کے بیان کو سننے کے بعد کہا کہ مجھے تو یہ بزرگ سچے معلوم ہوتے ہیں اور تم (قادیانی) جھوٹے۔ تو اس قادیانی مربی نے چناب نگر اپنے ہیڈ آفس سے رابطہ کر کے حضرت کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ حضرت والا نے مناظرہ کا چیلنج قبول کرلیا۔ اسٹیشن کے سامنے والے میدان میں ہونا تھا۔ میدان سجا، قادیانی مربی جو چناب نگر سے آیا تھا۔ حضرت والا کا چہرہ مہر، حسن و جمال دیکھ کر گھبرا گیا اتنے میں اسٹیشن پر گاڑی آکر رکی۔ مربی نے استنجا کا بہانہ بنایا اور گاڑی پر سوار ہوکر بھاگ گیا۔ مقامی مربی نے بھی بھاگنے میں عافیت سمجھی۔ حضرت والا نے بیان فرمایا۔ آج بھی کنری کی مکہ مسجد حضرت خلیفہ عبدالمالک قریشیؒ کی حسین یادگار ہے۔ تھانہ قریشی مظفر گڑھ کے مولانا سیّد عبدالمعبود شاہ ابن امام الملوک والسلاطین مولانا سیّد عبدالقادر آزادؒ ان کے نواسے ہیں۔

عمر دین گوٹھ میں مغرب کے بعد جلسہ: حاجی عمر دینؒ جماعت کے مہربانوں میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی بستی میں مسجد بنائی۔ ۲۰۰۳ء میں راقم نے اس کا سنگ بنیاد رکھی۔ ۲۶/نومبر مغرب کی نماز کے بعد پروگرام ہوا، مولانا مختار احمد اور راقم کے بیانات ہوئے۔

جھڈو میں بیان: دارالعلوم اسلامیہ جھڈو میں ۲۷/نومبر کو ظہر کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ جھڈو کا مدرسہ ۱۹۸۶ء میں شروع ہوا۔ یہاں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ۱۹۶۴ء میں تشریف لائے۔ حاجی عبدالغفور اس مدرسہ کے بانیوں میں سے تھے۔ اس وقف مدرسہ کا اہتمام مولانا حافظ محمد شریف مدظلہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہ مدرسہ ہمارے ساتھی مولانا محمد علی صدیقیؒ کا اسٹیٹ شمار ہوتا تھا۔ موجودہ مہتمم حافظ محمد شریف جماعتی مبلغین کی بھرپور سرپرستی فرماتے ہیں۔ یہاں مولانا مختار احمد سلمہ کے پروگرام ختم ہوگئے، آگے مولانا محمد حنیف سیّال کے پروگرام شروع ہوئے۔ (جاری ہے)

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486